گوہرِ حکمت

(بتیسواں شمارہ)

انعامی سلسلہ

ترغیبِ مطالعہ پروگرام

شرحِ زیارۃِ آلِ یاسین

Green Island Publications

(A Project of GIT)

Karachi - Pakistan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (بتیسواں شمارہ)

شرح زیارتِ آلِ یاسین

ناشر: گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : شرحِ زیارتِ آلِ یاسین

اقتباس از : شیخ علی الکورانی رحمہ اللہ

ترجمہ و تحقیق : حجۃ الاسلام مولانا عبد اللہ عترتی

تصحیح و ترتیب : حجۃ الاسلام مولانا سید ہاشم عباس زیدی

حجۃ الاسلام مولانا قمر علی لیلانی

ڈیزائنر : علی رضا بھانجی

تاریخ اشاعت : صفر المظفر ۱۴۴۸ھ

پیشکش : گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)

ناشر : گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خَيْرُ إِخْوَانِكَ مَنْ نَسِيَ ذَنْبَكَ وَذَكَرَ إِحْسَانَكَ إِلَيْهِ

تمہارا بہترین (دینی) بھائی وہ ہے جو اپنے بارے میں تمہاری خطاؤں کو بھول جائے اور اپنے اوپر تمہاری نیکیوں کو یاد رکھے۔

(بحار الأنوار، جلدی ۷۵، ص ۳۷۹)

التماسِ سورۂ فاتحہ

مرحومہ بتول بانو	سید طاہر وصی ابن سید وصی حیدر
مرحوم یاسین علی	مرحومہ روشن بانو بنتِ یوسف علی
مرحومہ ضامنہ سہیل	وکیل خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم اکبر علی لیلانی	مرحوم حسنین ابن شبیر علی
مرحوم روشن علی لیلانی	مرحوم مظہر حسین چھوٹا صاحب
مرحومہ گلشن بانو لیلانی	مرحوم محمد حسین چھوٹا صاحب
مرحومہ مریم بائی پنجوانی	لیلانی خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم برکت علی پنجوانی	دھارسی خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم مشتاق احمد دھارسی	مرچنٹ خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ رشیدہ بانو دھارسی	پوناوالا خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ کنیز بتول احمد علی	حمیر خاندان کے تمام مرحومین
پیرانی خاندان کے تمام مرحومین	نقویؔ خاندان کے تمام مرحومین
رضا کے خاندان کے تمام مرحومین	فرشتہ خاندان کے تمام مرحومین

دیولی خاندان کے تمام مرحومین
لاکھانی خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ سائرہ تھاورانی زوجہ سلیم جیسانی
مرحومہ صغریٰ بانو جیسانی
مرحوم معصوم علی جیسانی
مرحوم سجاد علی کعبہ
مرحوم محمد علی کعبہ
بندہ خدا اور اُنکے خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ سکینہ بانو زوجہ حسین علی وکیل
مرحومہ مونا فاطمہ بنت حسین علی وکیل
مرحومہ ناصرہ زوجہ محسن علی وکیل
مرحوم صادق حسین چھوٹا صاحب
بیلغام والا خاندان کے تمام مرحومین
راؤجانی خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم یونس ابنِ فقیر حسین
ہیمانی خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ ردا فاطمہ نامدار
مرحوم محمد بلال ابن علی رضا بھوجانی

مرحوم آغا جمیل حسین ابن آغا محمد حسین
مرحومہ سیدہ عزیز فاطمہ بنت یوسف علی
مرحوم سید وصی حیدر ابن میر نادر حسین
مرحومہ قریشہ بیگم بنت زوار حسین
مرحومہ طاہرہ خاتون بنت عطرت حسین
مرحوم زرینہ وصی بنت وصی حیدر
مرحوم عون علی ابنِ علاؤدین راؤجانی
لوکھنڈ والا خاندان کے تمام مرحومین
ویردی والا خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ طاہرہ احمد
مرحومہ ماہرہ بانو
مرحوم عبدالحسین حمیر
مرحوم حسین علی پنجوانی
مرحوم شبیر علی باوا
مرحوم اسماعیل باوا
مرحومہ کلثوم بی بی زوجہ اسماعیل باوا
مرحوم محمد حسین ملک زادہ
مرحوم غلام حسین

مونی خاندان کے تمام مرحومین

مرحوم سید عطرت حسین رضوی ابن سید قربان علی رضوی

مرحوم محمد حسین اسماعیل ہیمانی اور اُنکے خاندان کے تمام مرحومین

مرحوم سید علمدار رضا رضوی ابنِ سید محمد مُرتضی رضوی

مرحوم سید نادر حسین رضوی ابن سید مظہر حسین رضوی

مرحومہ نسیم بانو زوجہ عون علی راؤجانی بنت عبد الحسین. بیلغام والا

مرحوم اکبر علی ابن حسن علی دیوجانی (تلاجہ والا)

مرحومہ امینہ بائی زوجہ اکبر علی حسن علی دیوجانی (تلاجہ والا)

مرحوم سلیم حسین خاکو اور اُنکے خاندان کے تمام مرحومین

فضل خاندان کے تمام مرحومین

مرحومہ سیدہ زاہدہ منور رضوی بنتِ سید وصی حیدر رضوی

سومجی خاندان کے تمام مرحومین

مرحومہ نور زہرا بنت اکبر علی

ناصر خاندان کے تمام مرحومین

راجانی خاندان کے تمام مرحومین

کل مرحوم مومنین اور مومنات

مرحومہ معصومہ بانو بنت برکت علی علوانی

مرحوم حسنین رضا محمد رضا فرشتہ

مرحومہ رضیہ بانو پنجوانی

مرحوم شاہ نواز

مرحومہ آمنہ بیگم

مرحومہ صغریٰ بیگم

مرحومہ فرزانہ شمیم

قواعد و ضوابط

۱۔ سوالنامہ گذشتہ شمارے کی طرح اس بار بھی کتاب کے ساتھ نہیں دیا جائے گا بلکہ مقررہ تاریخ ۱۳ستمبر ۲۰۲۶ بروز اتوار صبح ۱۲ بجے مقررہ علاقے میں معین امتحانی مراکز میں دیا جائے گا۔

۲۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کرکے جواب نامہ پُر کریں۔

۳۔ ترغیب مطالعہ پروگرام میں شمولیت کی اہلیت: کم از کم بارہ سال کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں۔

۴۔ دیے گئے جوابات میں سے مناسب ترین جواب پر نشان لگائیں لہٰذا ایک سے زائد جواب پر کسی طرح کا نشان نہ لگائیں چاہے مٹائے جانے کا نشان ہی کیوں نہ ہو بصورت دیگر جواب غلط شمار ہوگا۔ جوابات اسی کتابچے میں موجود مواد کے مطابق چیک کیے جائیں گے۔

۵۔ دوران امتحان کسی بھی طرح کی نقل یا آپس میں گروپنگ کی صورت میں امتحانی پرچہ کینسل کر دیا جائے گا۔

۶۔ امتحان میں ادارے کی طرف سے دیے گئے کتابچہ کے علاوہ کسی بھی طرح کا دیگر مواد رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۷۔ خصوصی انعامات حصّہ لینے والے تمام مرد و خواتین میں یکسان قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم کئے جائیں گے، جس کی تفصیل ذیل میں ہیں:

خصوصی و عمومی انعامات

پہلا انعام:- Rs. 15,000/-	دوسرا انعام:- Rs. 12,500/-	تیسرا انعام:- Rs.10,000/-
چوتھا انعام:- Rs.7,500/-	پانچواں انعام:- Rs. 5,000/-	

۹۰ فیصد پر ۱۰۰۰ روپے	۷۵ فیصد پر ۷۵۰ روپے	۵۰ فیصد پر ۵۰۰ روپے

۸۔ یہ سلسلہ آن لائن (Audio, Urdu, English & Roman Book) کی صورت میں دستیاب ہے۔

نوٹ: گوہر حکمت کی آن لائن رجسٹریشن فیس ۱۵۰ روپے رکھی گئی ہے۔

۹۔ کسی بھی طرح کی معلومات کے لیے خصوصاً بیرون ملک رہنے والے مومنین ہمارے ای میل پر رابطہ کریں:
giyf@greenislandtrust.org

۸۔ کتابچہ ۱۰ اگست سے ۷ ستمبر ۲۰۲۶ تک درج ذیل ان سینٹرز سے حاصل کر سکتے ہیں:

۱. GIYF، امتل اپارٹمنٹ، سولجر بازار نمبر ۱ (صبح ۱۱ سے شام ۷)

۲. GIWW، راہین ایوینیو، سولجر بازار نمبر ۲ (صبح ۱۰ سے ۱۲ اور شام ۴ سے ۷)

۳. محمد علی بک ڈپو، سولجر بازار (صبح ۱۱ سے رات ۸)

۴. اے ۱۱۴/ ۱۴۵، سروے نمبر ۱۴۷، ملیر (0310-2360183)

۵. مسجد وحدت المسلمین، چشتی نگر (0312-9743508)

۶. بقیۃ اللہ اکیڈمی، گلگتی محلہ، نیو میانوالی کالونی، منگھو پیر روڈ (0345-2844736)

۷. جامع مسجد خدیجہ الکبری، سیکٹر نمبر ۱۱، بلدیہ ٹاؤن (0321-2954620)

۸. گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول امپھری، پنیال روڈ، گلگت (0310-0775595)

۹. خیر النساء اکیڈمی، نزد عبد اللہ ہسپتال، اسکردو، بلتستان (0344-9511393)

۱۰. مدرسہِ زہرا (باری ماما)، شادمان، بالمقابل اسکالر کالج، لاہور (0321-5550763)

۱۱. LMQ، ۹۵۶-۹۵۷ روڈ، بالمقابل TCS آفس، ملتان (0321-3389300)

۱۲. امام بارگاہ شاہِ کربلا، اولڈ رضویہ، گولیمار (0306-2099612)

۱۳. مدرسہ قمر بنی ہاشم علیہ السلام پتی پورہ استور میر پرنٹنگ پریس میر مارکیٹ استور جی بی

۱۴. امام بارگاہ قصرِ عباس علیہ السلام، لقمان خیر پور میرس سندھ (0310-3557172)

۱۰۔ نتائج کا اعلان ۱۲ اکتوبر ۲۰۲۶ء کو کیا جائے گا۔

۱۱۔ ۱۰ اکتوبر ۲۰۲۶ء تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

۱۲۔ اس کتابچہ سے متعلق تجاویز یا شکایات ادارہ کے e-mail: giyf@greenislandtrust.org پر بھیجی جاسکتی ہیں، لیکن انتظامیہ کا فیصلہ حتمی تصور کیا جائے گا۔

فہرست

پیش لفظ ۱۱

حرف مترجم ۱۲

مقدمہ ۱۳

پہلی فصل ۱۵

زیارت کی سند اور اس کا متن ۱۵

زیارت آل یاسین (اردو ترجمہ اور عربی متن) ۱۵

زیارت کی سند اور ابن المشہدی کی روایت ۱۹

سند کی وضاحت ۱۹

تبصرہ: روایت کا مکمل متن ۳۱

کیا یہ زیارت امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے کلام میں سے ہے یا ان کے سفیر کے کلام میں سے؟ ۳۱

اہلبیت علیہم السلام کے ذریعے اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور خود اہلبیت علیہم السلام کی طرف توجہ ہونا ۳۶

آئمہ علیہم السلام ”وَجْهُ اللهِ“ ہیں ۴۰

زیارتِ امیر المؤمنین علیہ السلام میں ”وَجْهُ اللهِ“ ۴۱

دوسری فصل: امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقامات بارگاہِ الٰہی میں ۴۲

(۱) سلامٌ علی آلِ یاسین ۴۲

شیعہ مصادر میں آلِ یَاسِینَ کی تفسیر ۴۳

ظہور و نص میں تعارض ۴۴

ظاہری مفہوم اور روایت کا بیان ۴۶

کیا دونوں معانی جمع ہو سکتے ہیں؟ ۴۸

نبی اللہ الیاس علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ۴۹

امام صادق علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر ۵۰
(۲) السّلامُ عَلَیْكَ یَا دَاعِیَ اللهِ وَرَبَّانِیَّ آیَاتِهِ ۵۳
کیا ہر کسی کو دعوتِ الی اللہ کا حق حاصل ہے؟ ۵۳
دعوت الی اللہ "اذنِ الٰہی" سے مشروط ہے ۵۴
باطل بنیاد، جس پر اسلامی تحریکیں قائم ہوئیں ۵۵
اس نظریئے کی بنیاد پر قائم ہونے والی خلافتیں اور تحریکیں ۵۵
اسلامی تحریکوں کی قیادت کا باطل تصور ۵۶
اسلامی تحریکوں کی قیادت کا خودساختہ اصول ۵۶
کسی کو بھی اللہ کی طرف دعوت دینے کا حق نہیں، مگر اس کے اذن سے ۵۸
دعوت الی اللہ کے مستحقین کی وضاحت ۵۹
اللہ تعالیٰ نے قتال کی اجازت کن لوگوں کو دی؟ ۶۱
فیء (مالِ غنیمت) کا حقیقی مستحق کون؟ ۶۲
کون قتال کا مستحق نہیں؟ ۶۳
اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے اصل داعی ۶۶
دعوتِ امامِ مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف عالمی سطح پر ۶۹
اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کا مقام ۷۰
(۳) السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا دَاعِیَ اللهِ وَرَبَّانِیَّ آیَاتِهِ۔ اللہ کے داعی اور آیاتِ الٰہی کے ربانی عالم پر سلام ہو۔ ... ۷۳
الرَّبَّانِیُّونَ وَالرِّبِّیُّونَ وَالْعَالِمُ الرَّبَّانِیُّ ۷۴
آیاتِ الٰہی کا مفہوم ۷۷
اللہ کی آیات کی اقسام اور ان کی تلاوت کرنے والوں کی اقسام ۷۹
آیاتِ الٰہی کی اقسام: ۸۰

(۴) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَابَ اللهِ وَدَيَّانَ دِينِهِ۔ سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کا دروازہ اور اس کے دین کا
نگہبان و قائم کرنے والے۔ ۸۲
امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے "بابُ اللہ" ہونے کا مفہوم ۸۴
اہل بیت علیہم السلام پر تکبر کرنا، اللہ پر تکبر کرنے کے مترادف ہے! ۸۷

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تاکہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش کی جائے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بار اس کتابچہ کے لیئے مواد معروف محقق شیخ علی کورانی رحمہ اللہ کی گراں قدر علمی کاوش "شرح زیارت ال یاسین" سے لیا گیا ہے اور قارئین کے لئے یہ بات مورد توجہ رہے کہ زیارت آل یاسین محض ایک زیارت نہیں بلکہ ایک عہدِ ولایتی ہے، جسے ہر عاشقِ امامِ زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو سمجھ کر پڑھنے اور جینے کی ضرورت ہے۔

مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے مختصر کتابچے کی صورت میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے کم از کم ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا سید ہاشم عباس زیدی اور مولانا قمر علی لیلانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

مولانا غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف مترجم

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطاهرين، واللعنة الدائمة على أعدائهم إلى يوم الدين

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، زیارت آلِ یٰسین کی شرح ہے، جو معروف محقق و عارف شیخ علی الکورانی رحمہ اللہ کی گراں قدر علمی کاوش ہے۔ اس زیارت کی ہر سطر عقیدہ، ولایت، معرفت، حجیت، رجعت، اور امامِ وقت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی جانب زندہ قلبی نسبت کا دروازہ کھولتی ہے۔ یہ محض ایک زیارت نہیں بلکہ ایک عہدِ ولایتی ہے، جسے ہر عاشقِ امامِ زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو سمجھ کر پڑھنے اور جینے کی ضرورت ہے۔

اس شرح کو اردو قالب میں منتقل کرنے کی سعادت حقیر عبد اللہ عترتی کو حاصل ہوئی تاکہ یہ نورانی مفاہیم اردو داں قارئین کے دلوں میں اتر سکیں۔ ترجمہ کے دوران کوشش رہی کہ عربی متن کے ذوقِ معانی، عقائدِ اثنا عشریہ کی جامعیت، اور مصنفؒ کی معرفت آمیز نثر کا احترام برقرار رکھا جائے۔

حقیر جو محض ایک طالب علم ہے، اگر اس کی یہ خدمت کسی بھی صاحبِ انتظار کے دل میں امام علیہ السلام سے تعلق کو بیدار کرے یا اسے معرفتِ امام علیہ السلام کی راہ میں ایک قدم آگے بڑھنے میں سہارا بنے، تو یہی میری سب سے بڑی کامیابی ہے۔

اس موقع پر، میں دل کی گہرائی سے ترابی پبلیکیشنز کے محترم فرحان بھائی کا شکر گزار ہوں، جنہوں نے اس عظیم مقصد کے لیے بندۂ ناچیز کا انتخاب کر کے شرف بخشا۔ مالک ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، والحمد لله على ما هدانا لهذا، وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بروز اتوار، ۳ محرم الحرام ۱۴۴۷ھ بمطابق ۲۹ جون ۲۰۲۵

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اور درود و سلام ہو ہمارے سردار اور نبی حضرت محمد ﷺ اور ان کے پاکیزہ اہل بیت علیہم السلام پر، بالخصوص ہمارے امام، مہدی منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پر، کہ ہماری جانیں ان پر قربان ہوں۔

اما بعد، دنیا میں تقریباً ایک چوتھائی مسلمان امام مہدی موعود عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وجود پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ غیبت میں ہیں اور اپنے رب کے حکم سے حضرت خضر علیہ السلام اور غیب میں موجود اللہ کے لشکروں کے ساتھ عمل کر رہے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں ظاہر کرے گا اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جیسے کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی۔

بہت سے مؤمنین روزانہ انہیں زیارات کے ذریعے یاد کرتے ہیں، جو انہوں نے اپنے علماء اور آئمہ علیہم السلام سے سیکھی ہیں۔ ان زیارات میں امام علیہ السلام پر سلام، ان کے اوصاف و مقامات کا ذکر، اور ان سے یہ درخواست شامل ہوتی ہے کہ وہ زائر کو اپنی رضا، دعا اور شفاعت سے نوازیں۔

انہی مشہور زیارات میں سے ایک "زیارت آل یاسین" ہے، جسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ اس کا آغاز "السَّلَامُ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ" سے ہوتا ہے، اور "آل یاسین" سے مراد آلِ محمد ﷺ ہیں۔

بعض مؤمنین نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس زیارت کی شرح کروں، چنانچہ میں نے یہ مختصر کتابچہ تحریر کیا، اور اس میں الفاظ کے بجائے زیادہ تر معانی پر توجہ مرکوز کی، کیونکہ یہی عام لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی فصاحت و بلاغت مثالی ہے، کیونکہ وہ اپنے جد، حضرت مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ، ان فصیح ترین ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے زبانِ عربی میں

گفتگو کی۔ انہوں نے عربی زبان پر مکمل دسترس رکھی اور اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کے الفاظ کو مثلِ جواہر ترتیب دیا۔

آئمہ علیہم السلام کی زیارات ایک ایسا باب ہے جسے ادباء نے زیادہ نہیں پہچانا، حالانکہ یہ ایک وسیع اور غور و فکر کے لائق میدان ہے۔ ان زیارات میں بالخصوص زیارت جامعہ کا ذکر کرنا ضروری ہے، جو امام علی ہادی علیہ السلام نے ارشاد فرمائی اور جس کے مضامین زیارت آل یاسین سے مشابہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کی محبت، زیارت اور شفاعت سے مستفید فرمائے، بے شک وہی دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

یہ کتاب مقدس شہر قم میں تحریر کی گئی۔

علی کورانی عاملی

۲ شعبان المعظم ۱۴۳۴ ہجری

پہلی فصل

زیارت کی سند اور اس کا متن

یہ زیارت علامہ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاحتجاج میں روایت کی ہے، اور اس کا متن درج ذیل ہے:

زیارت آل یاسین (اردو ترجمہ اور عربی متن)

عربی متن	اردو ترجمہ
سَلَامٌ عَلیٰ آلِ یاسِینَ	سلام ہو آلِ یاسین پر۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا دَاعِیَ اللهِ وَرَبَّانِیَّ آیَاتِهِ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کے داعی اور اس کی آیات کی ربانی تفسیر کرنے والے!
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَابَ اللهِ وَدَیَّانَ دِینِهِ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کا دروازہ اور اس کے دین کا حکم جاری کرنے والے!
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیفَةَ اللهِ وَنَاصِرَ حَقِّهِ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کے خلیفہ اور اس کے حق کے مددگار!
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حُجَّةَ اللهِ وَدَلِیلَ إِرَادَتِهِ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی حجت اور اس کی مرضی کے راہنما!
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا تَالِیَ كِتَابِ اللهِ وَتَرْجُمَانَهُ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی کتاب کی تلاوت کرنے والے اور اس کے مفسر!

اردو ترجمہ	عربی متن
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی زمین پر اس کی باقی ماندہ حجت!	السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللهِ فِي أَرْضِهِ
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کا وہ عہد جو اس نے لیا اور پختہ کیا!	السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مِيثَاقَ اللهِ الَّذِي أَخَذَهُ وَوَكَّدَهُ
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کا وہ وعدہ جسے اس نے یقینی بنایا!	السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَعْدَ اللهِ الَّذِي ضَمِنَهُ
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے وہ نشان جو نصب کیا گیا، اے وہ علم جو نازل کیا گیا، اے فریاد رس اور وسیع رحمت، ایک ایسا وعدہ جو جھٹلایا نہیں جا سکتا!	السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْعَلَمُ الْمَنْصُوبُ، وَالْعِلْمُ الْمَصْبُوبُ، وَالْغَوْثُ وَالرَّحْمَةُ الْوَاسِعَةُ، وَعْدًا غَيْرَ مَكْذُوبٍ
سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام بیٹھتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام کھڑے ہوتے ہیں!	السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقْعُدُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقُومُ
سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام تلاوت کرتے اور بیان فرماتے ہیں!	السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقْرَأُ وَتُبَيِّنُ
سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام نماز پڑھتے اور قنوت کرتے ہیں!	السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُصَلِّي وَتَقْنُتُ
سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام رکوع اور سجدہ کرتے ہیں!	السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَرْكَعُ وَتَسْجُدُ

عربی متن	اردو ترجمہ
السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُكَبِّرُ وَتُهَلِّلُ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام تکبیر اور تہلیل کہتے ہیں!
السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَحْمَدُ وَتَسْتَغْفِرُ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام حمد کرتے اور استغفار کرتے ہیں!
السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُمْسِي وَتُصْبِحُ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام شام کرتے اور صبح کرتے ہیں!
السَّلَامُ عَلَيْكَ فِي اللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، رات کے وقت جب وہ چھا جاتی ہے اور دن کے وقت جب وہ روشن ہوتا ہے!
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْإِمَامُ الْمَأْمُونُ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے مامون امام علیہ السلام!
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمُقَدَّمُ الْمَأْمُولُ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے وہ ہستی جس سے امیدیں وابستہ ہیں!
السَّلَامُ عَلَيْكَ بِجَوَامِعِ السَّلَامِ	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، تمام سلامتیوں کے ساتھ!
وَأَشْهَدُ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حُجَّتُهُ، وَالْحَسَنَ حُجَّتُهُ، وَالْحُسَيْنَ حُجَّتُهُ، وَعَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حُجَّتُهُ، وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ، وَجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ حُجَّتُهُ، وَمُوسَىٰ بْنَ جَعْفَرٍ حُجَّتُهُ، وَعَلِيَّ بْنَ مُوسَىٰ حُجَّتُهُ، وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ، وَعَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ	میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام حجت ہیں، حسن علیہ السلام حجت ہیں، حسین علیہ السلام حجت ہیں، علی بن حسین علیہم السلام حجت ہیں، محمد بن علی علیہم السلام حجت ہیں، جعفر بن محمد علیہم السلام حجت ہیں، موسیٰ بن جعفر علیہم السلام حجت ہیں، علی بن موسیٰ علیہم السلام حجت ہیں، محمد بن علی علیہم السلام حجت ہیں، علی بن

اردو ترجمہ	عربی متن
محمد علیہم السلام حجت ہیں، حسن بن علی علیہم السلام حجت ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اللہ کی حجت ہیں۔	حُجَّتُهُ، وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةُ اللهِ
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے وہ جو اول اور آخر ہیں، اور آپ علیہ السلام کی رجعت برحق ہے، جس میں کوئی شک نہیں، اس دن جب کسی جان کا ایمان اسے نفع نہ دے گا اگر وہ پہلے سے ایمان نہ لائی ہو یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی ہو۔	أَنْتُمُ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ، وَأَنَّ رَجْعَتَكُمْ حَقٌّ لَا شَكَّ فِيهَا، يَوْمَ: لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا
اور بے شک موت برحق ہے، اور نکیر و منکر برحق ہیں۔	وَأَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ، وَأَنَّ نَاكِرًا وَنَكِيرًا حَقٌّ
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نشر و بعث برحق ہیں، اور صراط و مرصاد برحق ہیں، میزان و حساب برحق ہیں، جنت و جہنم برحق ہیں، اور ان دونوں کا وعدہ اور وعید بھی برحق ہیں۔	وَأَشْهَدُ أَنَّ النَّشْرَ وَالْبَعْثَ حَقٌّ، وَأَنَّ الصِّرَاطَ وَالْمِرْصَادَ حَقٌّ، وَالْمِيزَانَ وَالْحِسَابَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَقٌّ، وَالْوَعْدَ وَالْوَعِيدَ بِهِمَا حَقٌّ
اے میرے مولا علیہ السلام! بدبخت ہے وہ شخص جس نے آپ علیہ السلام کی مخالفت کی، اور سعادت مند ہے وہ شخص جس نے آپ علیہ السلام کی اطاعت کی۔	يَا مَوْلَايَ شَقِيَ مَنْ خَالَفَكُمْ، وَسَعِدَ مَنْ أَطَاعَكُمْ
پس گواہ رہیں اس بات پر جس کی میں نے آپ علیہ السلام کو گواہی دی، میں آپ علیہ السلام کا دوست ہوں اور آپ علیہ السلام کے دشمن سے بری الذمہ ہوں۔ پس حق وہی ہے جسے	فَاشْهَدْ عَلَىٰ مَا أَشْهَدْتُكَ عَلَيْهِ، وَأَنَا وَلِيٌّ لَكَ، بَرِيءٌ مِنْ عَدُوِّكَ، فَالْحَقُّ مَا رَضِيتُمُوهُ، وَالْبَاطِلُ مَا سَخِطْتُمُوهُ،

عربی متن	اردو ترجمہ
وَالْمَعْرُوفُ مَا أَمَرْتُمْ بِهِ، وَالْمُنْكَرُ مَا نَهَيْتُمْ عَنْهُ، فَنَفْسِي مُؤْمِنَةٌ بِاللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِرَسُولِهِ، وَبِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَبِأَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، بِكُمْ يَا مَوْلَايَ، أَوَّلِكُمْ وَآخِرِكُمْ	آپ علیہ السلام نے پسند کیا، اور باطل وہی ہے جسے آپ علیہ السلام نے ناپسند کیا، معروف وہ ہے جس کا آپ علیہ السلام نے حکم دیا، اور منکر وہ ہے جس سے آپ علیہ السلام نے منع فرمایا۔ میرا نفس اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المؤمنین علیہ السلام اور آئمہ مؤمنین علیہم السلام پر بھی، اور اے میرے مولا علیہ السلام! میں آپ علیہ السلام سب پر ایمان رکھتا ہوں، ابتدا سے لے کر انتہا تک۔
وَنُصْرَتِي مُعَدَّةٌ لَكُمْ، وَمَوَدَّتِي خَالِصَةٌ لَكُمْ۔	اور میری نصرت آپ علیہ السلام کے لیے آمادہ ہے، اور میری محبت آپ علیہ السلام کے لیے خالص ہے[1]۔

زیارت کی سند اور ابن المشہدی کی روایت

یہ زیارت مولانا الخلف الصالح، صاحب الزمان عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ہے، جیسا کہ محمد بن جعفر المشہدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المزار (صفحہ ۵٦٦) میں نقل کی ہے:

سند کی وضاحت

۱. ہمیں (ابن جعفر المشہدیؒ) یہ زیارت الشَّيْخُ الْأَجَلُّ، الْفَقِيهُ، الْعَالِمُ، أَبُو مُحَمَّدٍ، عَرَبِيُّ بْنُ مُسَافِرٍ الْعَبَّادِيُّ رضی اللہ عنہ نے روایت کی، جنہوں نے ۵۷۳ ہجری میں حِلّہ السیفیہ میں اپنے گھر پر پڑھی۔

[1] الاحتجاج: ۲/ ۳۱٦

۲. اسی طرح الشَّیْخُ الْعَفِیفُ (پاکدامن، پرہیز گار، اور باوقار)، أَبُو الْبَقَاءِ، هِبَةُ اللهِ بْنُ نَمَاءَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حَمْدُون رحمہ اللہ نے بھی اسی مقام پر یہ روایت بیان کی۔

۳. ان دونوں نے یہ زیارت الشَّیْخُ الْأَمِینُ (امانت دار، قابلِ اعتماد، دیانت دار)، أَبُو عَبْدِ اللهِ، الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ طَحَّال الْمِقْدَادِيُّ رحمہ اللہ سے نقل کی، جو انہوں نے نجف اشرف میں امیر المؤمنین، علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کے روضہ مبارک میں الطرز الکبیر کے مقام پر ۵۲۹ ہجری کے آخری عشرے میں روایت کی۔

۴. انہوں نے یہ روایت الشَّیْخُ الْأَجَلُّ (نہایت بزرگ، جلیل القدر، عالی مرتبہ)، معزز و بزرگ المفید، ابو علی حسن بن محمد الطوسی رضی اللہ عنہ سے لی، جنہوں نے ۵۰۹ ہجری کے آخری عشرے میں نجف اشرف میں اسے روایت کیا۔

۵. انہوں نے کہا: ہمیں میرے والد، جلیل القدر اور بزرگ عالم، ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی؛

۶. انہوں نے محمد بن اسماعیل سے،

۷. انہوں نے محمد بن أشناس البزاز سے روایت کی،

۸. انہوں نے کہا: ہمیں ابو الحسین محمد بن احمد بن یحییٰ القمی نے خبر دی،

۹. انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن علی بن زنجویہ القمی نے حدیث بیان کی،

۱۰. انہوں نے کہا: ہمیں ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن جعفر الحمیری نے حدیث بیان کی،

۱۱. انہوں نے کہا: ابو علی الحسن بن أشناس نے کہا، اور ابو المفضل محمد بن عبد اللہ الشیبانی نے ہمیں خبر دی کہ ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن جعفر الحمیری نے انہیں خبر دی اور انہیں ان تمام روایات کی اجازت دی جو انہوں نے روایت کیں، کہ ان کے پاس ناحیہ مقدسہ (امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف اللہ ان کی حفاظت فرمائے) سے، سوالات، نماز اور توجہ کے بعد، یہ صادر ہوا، اس کا آغاز یوں ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تم اللہ کے حکم کو کیوں نہیں سمجھتے اور اس کے اولیاء کو کیوں قبول نہیں کرتے؟ یہ ایک کامل حکمت ہے، وَمَا تُغْنِی الآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ (اور نہ ہی آیات اور تنبیہات ان لوگوں کو فائدہ دیتی ہیں جو ایمان نہیں لاتے)۔ اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ پس، جب تم ہمارے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہو اور ہماری طرف رخ کرنا چاہو، تو کہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ

یہی کھلی فضیلت ہے، اور اللہ عظیم فضل والا ہے، اس کے لیے جو اسے اپنی سیدھی راہ پر ہدایت دے۔

مخاطب کرنے کا انداز اس طرح اپناؤ:

اردو ترجمہ	عربی متن
بے شک اللہ نے آپ علیہ السلام کو، اے آلِ یاسین علیہ السلام، اپنی خلافت عطا فرمائی، اور اپنے امر کے مجاری (قوانین و نظام) کا علم دیا، جو کچھ اس نے اپنے ملکوت میں مقرر، تدبیر اور ارادہ فرمایا، وہ سب آپ علیہ السلام پر ظاہر کر دیا، اور آپ علیہ السلام ہی اس کے خزانہ دار اور اس کے گواہ ہیں۔ اور آپ علیہ السلام ہی اس کے علما اور امانت دار ہیں، بندوں کے رہنما، شہروں کے ستون، احکامِ الٰہی کے قاضی، اور ایمان کے دروازے ہیں۔	قَدْ آتَاكُمُ اللهُ يَا آلَ يَاسِينَ خِلَافَتَهُ، وَعِلْمَ مَجَارِي أَمْرِهِ، فِيمَا قَضَاهُ وَدَبَّرَهُ وَأَرَادَهُ فِي مَلَكُوتِهِ، وَكَشَفَ لَكُمُ الْغِطَاءَ، وَأَنْتُمْ خُزَّانُهُ وَشُهَدَاؤُهُ، وَعُلَمَاؤُهُ وَأُمَنَاؤُهُ، وَسَاسَةُ الْعِبَادِ، وَأَرْكَانُ الْبِلَادِ، وَقُضَاةُ الْأَحْكَامِ، وَأَبْوَابُ الْإِيمَانِ۔
اور اس (اللہ کی جانب سے) تقدیر سے ہے کہ عطا و بخشش کے ذرائع تمہارے ذریعے ہیں، اس کا نفاذ قطعی اور لازم ہے، پس اس کے فیصلوں میں سے کوئی چیز نہیں جو آپ علیہ السلام کے ذریعے نہ ہو اور جس تک پہنچنے کا راستہ آپ علیہ السلام نہ ہوں۔ اس کی پسندیدگی	وَمِنْ تَقْدِيرِهِ مَنَائِحُ الْعَطَاءِ بِكُمْ، إِنْفَاذُهُ مَحْتُوماً مَقْرُوناً، فَمَا شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا وَأَنْتُمْ لَهُ السَّبَبُ وَإِلَيْهِ السَّبِيلُ، خِيَارُهُ لِوَلِيِّكُمْ نِعْمَةٌ،

عربی متن	اردو ترجمہ
وَانْتِقَامُهُ مِنْ عَدُوِّكُمْ سَخْطَةٌ، فَلَا نَجَاةَ وَلَا مَفْزَعَ إِلَّا أَنْتُمْ، وَلَا مَذْهَبَ عَنْكُمْ، يَا أَعْيُنَ اللهِ النَّاظِرَةَ، وَحَمَلَةَ مَعْرِفَتِهِ، وَمَسَاكِنَ تَوْحِيدِهِ فِي أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ۔	آپ علیہ السلام کے دوست کے لیے نعمت ہے، اور اس کا انتقام آپ علیہ السلام کے دشمن سے ناراضی ہے۔ پس نہ کوئی نجات ہے اور نہ کوئی پناہ گاہ، مگر آپ علیہ السلام ہی ہیں، اور آپ علیہ السلام سے روگردانی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اے اللہ کی دیکھنے والی آنکھیں! اے اس کے علم کے حاملین! اور اے زمین و آسمان میں اس کی توحید کے مرکز!
وَأَنْتَ يَا حُجَّةَ اللهِ وَبَقِيَّتَهُ، كَمَالُ نِعْمَتِهِ، وَوَارِثُ أَنْبِيَائِهِ وَخُلَفَائِهِ، مَا بَلَغْنَاهُ مِنْ دَهْرِنَا، وَصَاحِبُ الرَّجْعَةِ لِوَعْدِ رَبِّنَا، الَّتِي فِيهَا دَوْلَةُ الْحَقِّ وَفَرَجُنَا، وَنَصْرُ اللهِ لَنَا وَعِزُّنَا۔	اور آپ علیہ السلام ہی ہیں، اے حجتِ خدا اور اس کی باقی ماندہ نشانی! اس کی نعمت کی تکمیل، اس کے انبیاء علیہم السلام اور خلفاء علیہم السلام کے وارث، جو کچھ ہم نے اپنے زمانے میں پایا، اور آپ علیہ السلام ہی ہیں اس وعدۂ الٰہی کے مطابق رجعت کے مالک، جس میں حق کی حکومت قائم ہو گی، ہماری خوشی کا زمانہ آئے گا، اور اللہ کی نصرت اور ہمیں عزت و سربلندی نصیب ہو گی۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْعَلَمُ الْمَنْصُوبُ، وَالْعِلْمُ الْمَصْبُوبُ، وَالْغَوْثُ وَالرَّحْمَةُ الْوَاسِعَةُ، وَوَعْدًا غَيْرَ مَكْذُوبٍ۔	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے بلند کیے گئے نشان! اے نازل شدہ علم! اے فریادرس اور وسیع رحمت! اور اے وہ وعدہ جو ہر گز جھوٹا نہیں۔

اردو ترجمہ	عربی متن
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے دیکھنے اور سننے والے! وہ جن کے عہد و پیمان اللہ کی نگرانی میں ہیں، جن کے عہد اللہ کے ہاتھ میں ہیں، اور جن کی سلطنت اللہ کی قدرت سے قائم ہے۔	اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمَرْأَى وَالْمَسْمَعِ، الَّذِي بِعَيْنِ اللهِ مُوَاثِيقُهُ، وَبِيَدِ اللهِ عُهُودُهُ، وَبِقُدْرَةِ اللهِ سُلْطَانُهُ۔
آپ علیہ السلام وہ حکیم ہیں جن کو جذباتی تعصب متاثر نہیں کرتا، وہ کریم ہیں جنہیں غیرت (حمیت) بخیل نہیں بناتی، اور وہ عالم ہیں جنہیں جوشِ حمیت جہالت میں نہیں ڈالتا۔ اللہ کی راہ میں آپ علیہ السلام کی مجاہدت، اللہ کی مشیّت کا مظہر ہے، اور اللہ کی راہ میں آپ علیہ السلام کی جنگ، اللہ کے انتقام کی حقیقت ہے۔ اللہ کی راہ میں آپ علیہ السلام کا صبر، اللہ کی بردباری کا آئینہ دار ہے، اور آپ علیہ السلام کا شکر، اللہ کی نعمتوں اور اس کی رحمت کے مزید اضافے کا ذریعہ ہے۔	أَنْتَ الْحَكِيمُ الَّذِي لَا تُعَجِّلُهُ الْعَصَبِيَّةُ، وَالْكَرِيمُ الَّذِي لَا تُبَخِّلُهُ الْحَفِيظَةُ، وَالْعَالِمُ الَّذِي لَا تُجَهِّلُهُ الْحَمِيَّةُ، مُجَاهَدَتُكَ فِي اللهِ ذَاتُ مَشِيَّةِ اللهِ، وَمُقَارَعَتُكَ فِي اللهِ ذَاتُ انْتِقَامِ اللهِ، وَصَبْرُكَ فِي اللهِ ذُو أَنَاةِ اللهِ، وَشُكْرُكَ لِلّٰهِ ذُو مَزِيدِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ۔
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے وہ جو اللہ کی حفاظت میں ہیں! اللہ نے آپ علیہ السلام کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے نور نچھاور کر دیا ہے۔ سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے وہ جو اللہ کی قدرت میں پوشیدہ ہیں! اللہ نے آپ علیہ السلام کے سمع و بصر کو نورانی کر دیا ہے۔ سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے وہ جو اللہ کا وہ وعدہ ہیں جس کی ضمانت	اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَحْفُوظًا بِاللهِ، اَللهُ نَوَّرَ أَمَامَهُ وَوَرَاءَهُ وَيَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَفَوْقَهُ وَتَحْتَهُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَخْزُونًا فِي قُدْرَةِ اللهِ، اَللهُ نَوَّرَ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَعْدَ اللهِ الَّذِي

اردو ترجمہ	عربی متن
دی گئی! اور اے وہ جو اللہ کا وہ عہد ہیں جو اس نے لیا اور اس کی تاکید فرمائی!	ضَمِنَهُ، وَيَا مِيثَاقَ اللهِ الَّذِى أَخَذَهُ وَوَكَّدَهُ۔
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی طرف بلانے والے اور اس کی آیات کے ربانی مفسر! سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کا دروازہ اور اس کے دین کا حاکم! سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کے خلیفہ اور اس کے حق کے مددگار! سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی حجت اور اس کی مشیّت کے نشان! سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی کتاب کی تلاوت کرنے والے اور اس کے ترجمان! سلام ہو آپ علیہ السلام پر، آپ علیہ السلام کی رات اور دن کے ہر لمحے پر! سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی زمین میں اس کی باقی ماندہ نشانی!	اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دَاعِيَ اللهِ وَرَبَّانِيَّ آيَاتِهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَابَ اللهِ وَدَيَّانَ دِينِهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ اللهِ وَنَاصِرَ حَقِّهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ وَدَلِيلَ إِرَادَتِهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا تَالِيَ كِتَابِ اللهِ وَتَرْجُمَانَهُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ فِى آنَاءِ لَيْلِكَ وَنَهَارِكَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللهِ فِى أَرْضِهِ۔
سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام قیام فرماتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام بیٹھتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام تلاوت کرتے اور اس کے معانی واضح کرتے ہیں،	اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقُومُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقْعُدُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

عربی متن	اردو ترجمہ
حِينَ تَقْرَأُ وَتُبَيِّنُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُصَلِّي وَتَقْنُتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَرْكَعُ وَتَسْجُدُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَعُوذُ وَتُسَبِّحُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُهَلِّلُ وَتُكَبِّرُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَحْمَدُ وَتَسْتَغْفِرُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُمَجِّدُ وَتَمْدَحُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُمْسِي وَتُصْبِحُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ فِي اللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى۔	سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام نماز پڑھتے اور قنوت پڑھتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام رکوع اور سجدہ کرتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام اللہ کی پناہ چاہتے اور تسبیح بیان کرتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام لا الہ الا اللہ کہتے اور تکبیر بلند کرتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام حمد بجالاتے اور استغفار کرتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام اللہ کی تمجید اور مدح کرتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر جب آپ علیہ السلام شام کرتے اور صبح کرتے ہیں، سلام ہو آپ علیہ السلام پر رات میں جب وہ چھا جاتی ہے، اور دن میں جب وہ روشن ہو جاتا ہے، سلام ہو آپ علیہ السلام پر دنیا و آخرت میں!
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا حُجَجَ اللهِ وَرُعَاتَنَا، وَقَادَتَنَا وَأَئِمَّتَنَا، وَسَادَتَنَا وَمَوَالِيَنَا، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَنْتُمْ نُورُنَا، وَأَنْتُمْ جَاهُنَا أَوْقَاتَ صَلَوَاتِنَا، وَعِصْمَتُنَا لِدُعَائِنَا وَصَلَاتِنَا، وَصِيَامِنَا وَاسْتِغْفَارِنَا، وَسَائِرِ أَعْمَالِنَا۔	سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی حجتوں اور ہمارے نگہبانوں! اے ہمارے قائدین اور اماموں! اے ہمارے سرداروں اور اولیاد! سلام ہو آپ علیہ السلام پر! آپ علیہ السلام ہی ہمارے نور ہیں، اور آپ علیہ السلام ہی ہمارے مقام و وسیلہ ہیں ہمارے نمازوں کے وقت، اور آپ علیہ السلام ہی ہماری پناہ ہیں ہماری دعاؤں، نمازوں، روزوں، استغفار اور تمام اعمال میں۔

اردو ترجمہ	عربی متن
سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے امیدوں کے مرکز امام! سلام ہو آپ علیہ السلام پر، سلامتی کے تمام پہلوؤں کے ساتھ!	اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْإِمَامُ الْمَأْمُولُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ بِجَوَامِعِ السَّلَامِ۔
میں آپ علیہ السلام کو گواہ بناتا ہوں، اے میرے مولا علیہ السلام! بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، کوئی محبوب نہیں سوائے اللہ اور ان کے اہلِ بیت علیہم السلام کے۔	أُشْهِدُكَ يَا مَوْلَايَ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، لَا حَبِيبَ إِلَّا هُوَ وَأَهْلُهُ،
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام اللہ کی حجت ہیں، حسن علیہ السلام اللہ کی حجت ہیں، حسین علیہ السلام اللہ کی حجت ہیں، علی بن حسین علیہما السلام اللہ کی حجت ہیں، محمد بن علی علیہما السلام اللہ کی حجت ہیں، جعفر بن محمد علیہما السلام اللہ کی حجت ہیں، موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اللہ کی حجت ہیں، علی بن موسیٰ علیہما السلام اللہ کی حجت ہیں، محمد بن علی علیہما السلام اللہ کی حجت ہیں، علی بن محمد علیہما السلام اللہ کی حجت ہیں، حسن بن علی علیہما السلام اللہ کی حجت ہیں، آپ (امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) اللہ کی حجت ہیں، نیز تمام انبیاء علیہم السلام آپ علیہ السلام کی ہدایت کے داعی اور رشد و ہدایت کے رہنما ہیں۔	وَأَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ الْحَسَنَ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ الْحُسَيْنَ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى حُجَّتُهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ، وَأَنْتَ حُجَّتُهُ، وَأَنَّ الْأَنْبِيَاءَ دُعَاةٌ وَهُدَاةُ رُشْدِكُمْ۔

اردو ترجمہ	عربی متن
آپ علیہ السلام ہی اول ہیں، آپ علیہ السلام ہی آخر ہیں، اور آپ علیہ السلام ہی تک تمام امور کی انتہا ہے۔ اور بے شک آپ علیہ السلام کی رجعت برحق ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اس دن جب: "وہ ایمان کسی نفس کو فائدہ نہ دے گا جس نے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو[1]"۔ گواہی دیتا ہوں کہ موت برحق ہے، اور منکر و نکیر برحق ہیں، قبروں سے اٹھایا جانا برحق ہے، روز قیامت دوبارہ زندہ ہونا برحق ہے، صراط (پل) برحق ہے، مرصاد (اللہ کی گھات) برحق ہے، میزان برحق ہے، حساب برحق ہے، جنت اور دوزخ برحق ہیں، ان کے ذریعے وعدہ و وعید کا بدلہ برحق ہے۔ بے شک آپ علیہ السلام کی شفاعت برحق ہے، آپ علیہ السلام کو رد نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اللہ کی مشیّت سے پہلے آپ علیہ السلام پر سبقت لی جاسکتی ہے، بیشک آپ علیہ السلام اللہ کے حکم سے عمل کرتے ہیں۔	أَنْتُمُ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَخَاتِمَتُهُ، وَإِنَّ رَجْعَتَكُمْ حَقٌّ لَا شَكَّ فِيهَا، يَوْمَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا، وَأَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ، وَأَنَّ مُنْكَرًا وَنَكِيرًا حَقٌّ، وَأَنَّ النَّشْرَ حَقٌّ، وَالْبَعْثَ حَقٌّ، وَأَنَّ الصِّرَاطَ حَقٌّ، وَالْمِرْصَادَ حَقٌّ، وَأَنَّ الْمِيزَانَ حَقٌّ، وَالْحِسَابَ حَقٌّ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَقٌّ، وَالْجَزَاءَ بِهِمَا لِلْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ حَقٌّ، وَأَنَّكُمْ لِلشَّفَاعَةِ حَقٌّ، لَا تُرَدُّونَ وَلَا تُسْبَقُونَ بِمَشِيَّةِ اللهِ، وَبِأَمْرِهِ تَعْمَلُونَ۔
اور اللہ ہی کے لیے ہے رحمت اور بلند تر کلمہ، اور اسی کے ہاتھ میں ہے بہترین انجام، اور اس کی حجت ہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، اور اپنے بندوں سے اپنی عبادت کا ارادہ فرمایا، پس کوئی بدبخت ہوا اور کوئی	وَلِلّٰهِ الرَّحْمَةُ وَالْكَلِمَةُ الْعُلْيَا، وَبِيَدِهِ الْحُسْنَى، وَحُجَّةُ اللهِ النُّعْمَى، خَلَقَ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ لِعِبَادَتِهِ، أَرَادَ مِنْ عِبَادِهِ عِبَادَتَهُ، فَشَقِيٌّ وَسَعِيدٌ،

[1] الانعام:۱۵۸

اردو ترجمہ	عربی متن
سعادت مند۔ بے شک وہ بدبخت ہو گیا جس نے آپ علیہ السلام کی مخالفت کی، اور وہ کامیاب و سعید ہوا جس نے آپ علیہ السلام کی اطاعت کی۔	قَدْ شَقِيَ مَنْ خَالَفَكُمْ، وَسَعِدَ مَنْ أَطَاعَكُمْ۔
اے میرے مولا علیہ السلام! گواہ رہیں اس پر جس کی میں نے آپ علیہ السلام کے حضور گواہی دی، آپ علیہ السلام اسے میرے لیے محفوظ رکھیں؛ تاکہ میں اسی عقیدے پر مروں، اسی پر دوبارہ اٹھایا جاؤں، اسی پر اللہ کے حضور کھڑا ہوں، آپ علیہ السلام کا دوست بن کر، آپ علیہ السلام کے دشمن سے بیزار ہو کر، اس سے نفرت کرنے والا جس نے آپ علیہ السلام سے بغض رکھا، اس سے محبت کرنے والا جس نے آپ علیہ السلام سے محبت کی۔ پس حق وہی ہے جسے آپ علیہ السلام نے پسند فرمایا، باطل وہی ہے جسے آپ علیہ السلام نے ناپسند کیا، معروف وہی ہے جس کا آپ علیہ السلام نے حکم دیا، منکر وہی ہے جس سے آپ علیہ السلام نے منع فرمایا، اور قطعی فیصلہ وہی ہے جسے آپ علیہ السلام کی مشیّت نے طے کیا، اور مٹایا جانا وہی ہے جسے آپ علیہ السلام کی سنت نے مٹا دیا۔	وَأَنْتَ يَا مَوْلَايَ فَاشْهَدْ بِمَا أَشْهَدْتُكَ عَلَيْهِ، تَخْزِنُهُ وَتَحْفَظُهُ لِي عِنْدَكَ، أَمُوتُ عَلَيْهِ وَأُنْشَرُ عَلَيْهِ وَأَقِفُ بِهِ، وَلِيًّا لَكَ، بَرِيئًا مِنْ عَدُوِّكَ، مَاقِتًا لِمَنْ أَبْغَضَكُمْ، وَادًّا لِمَنْ أَحَبَّكُمْ۔ فَالْحَقُّ مَا رَضِيتُمُوهُ، وَالْبَاطِلُ مَا سَخِطْتُمُوهُ، وَالْمَعْرُوفُ مَا أَمَرْتُمْ بِهِ، وَالْمُنْكَرُ مَا نَهَيْتُمْ عَنْهُ، وَالْقَضَاءُ الْمُثْبَتُ مَا اسْتَأْثَرْتُمْ بِهِ مَشِيَّتَكُمْ، وَالْمَحْوُ مَا اسْتَأْثَرْتُمْ بِهِ سُنَّتَكُمْ۔
پس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ علی امیر المؤمنین علیہ السلام اس کی حجت ہیں۔	فَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَمُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَعَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ حُجَّتُهُ، وَالْحَسَنُ حُجَّتُهُ،

عربی متن	اردو ترجمہ
وَالْحُسَيْنُ حُجَّتُهُ، وَعَلِيٌّ حُجَّتُهُ، وَمُحَمَّدٌ حُجَّتُهُ، وَجَعْفَرٌ حُجَّتُهُ، وَمُوسَى حُجَّتُهُ، وَعَلِيٌّ حُجَّتُهُ، وَمُحَمَّدٌ حُجَّتُهُ، وَعَلِيٌّ حُجَّتُهُ، وَالْحَسَنُ حُجَّتُهُ، وَأَنْتَ حُجَّتُهُ، وَأَنْتُمْ حُجَجُهُ وَبَرَاهِينُهُ۔	حسن علیہ السلام اس کی حجت ہیں۔ حسین علیہ السلام اس کی حجت ہیں۔ علی بن حسین علیہما السلام اس کی حجت ہیں۔ محمد بن علی علیہما السلام اس کی حجت ہیں۔ جعفر بن محمد علیہما السلام اس کی حجت ہیں۔ موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اس کی حجت ہیں۔ علی بن موسیٰ علیہما السلام اس کی حجت ہیں۔ محمد بن علی علیہما السلام اس کی حجت ہیں۔ علی بن محمد علیہما السلام اس کی حجت ہیں۔ حسن بن علی علیہما السلام اس کی حجت ہیں۔ اور آپ علیہ السلام (امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) اس کی حجت ہیں، اور آپ علیہ السلام سب اللہ کی حجتیں اور اس کی روشن نشانیاں ہیں۔
أَنَا يَا مَوْلَايَ مُسْتَبْشِرٌ بِالْبَيْعَةِ الَّتِي أَخَذَ اللهُ عَلَيَّ شَرْطَهَا، قِتَالًا فِي سَبِيلِهِ، اشْتَرَى بِهِ أَنْفُسَ الْمُؤْمِنِينَ، فَنَفْسِي مُؤْمِنَةٌ بِاللهِ وَبِكُمْ يَا مَوْلَايَ، أَوَّلِكُمْ وَآخِرِكُمْ، وَنُصْرَتِي لَكُمْ مُعَدَّةٌ، وَمَوَدَّتِي خَالِصَةٌ	اے میرے مولا علیہ السلام! میں اس بیعت پر خوش وخرم ہوں جو اللہ نے مجھ سے اس شرط پر لی کہ اس کی راہ میں جہاد کروں، وہی بیعت جس کے ذریعے اس نے مؤمنوں کی جانوں کو خرید لیا۔ پس میری جان اللہ اور آپ علیہ السلام حضرات پر ایمان رکھتی ہے، آپ علیہ السلام کے اول و آخر پر۔ میری نصرت آپ علیہ السلام کے لیے تیار ہے، میری محبت آپ علیہ السلام کے لیے خالص ہے، اور آپ علیہ السلام کے دشمنوں، یعنی اہلِ عناد اور جھگڑالو لوگوں سے

اردو ترجمہ	عربی متن
میری بیزاری، آپ علیہ السلام کے انتقام کے وعدے کے مطابق ثابت و قائم ہے۔	لَكُمْ، وَبَرَاءَتِي مِنْ أَعْدَائِكُمْ، أَهْلِ الْحَرْدَةِ وَالْجِدَالِ، ثَابِتَةٌ لِثَارِكُمْ۔
میں تنہا ولی ہوں، اور اللہ جو برحق معبود ہے، مجھے ایسا ہی بنائے، آمین آمین۔ میرے پاس تیرے سوا کوئی نہیں ہے جس کی طرف میں رجوع کروں اور جس سے میں وابستہ رہوں۔ تو مجھے اس چیز میں محفوظ رکھ جس کے ذریعے میں تیری طرف نزدیک ہوا ہوں، اے اللہ کی حفاظت، پردہ اور برکت! میری مدد کر، مجھے پکڑ لے، مجھے اپنے ساتھ جوڑ دے اور مجھے جدا نہ کر۔	أَنَا وَلِيٌّ وَحِيدٌ، وَاللهُ إِلٰهُ الْحَقِّ يَجْعَلُنِي كَذٰلِكَ، آمِينَ آمِينَ۔ مَنْ لِي إِلَّا أَنْتَ فِيمَا دِنْتُ وَاعْتَصَمْتُ بِكَ فِيهِ، تَحْرُسُنِي فِيمَا تَقَرَّبْتُ بِهِ إِلَيْكَ، يَا وِقَايَةَ اللهِ وَسِتْرَهُ وَبَرَكَتَهُ، أَغِثْنِي أَدْرِكْنِي، صِلْنِي بِكَ وَلَا تَقْطَعْنِي۔
اے اللہ! میں تجھ سے ان ہستیوں کے وسیلے اور قرب کے ذریعے توسل کرتا ہوں۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج، اور مجھے ان سے جوڑے رکھ، اور مجھ سے ان کا تعلق منقطع نہ کر۔ اے اللہ! اپنی حجت کے ذریعے میری حفاظت فرما، اور تیرا سلام ہو آلِ یاسین علیہم السلام پر۔	اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ بِهِمْ تَوَسُّلِي وَتَقَرُّبِي۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصِلْنِي بِهِمْ وَلَا تَقْطَعْنِي، اَللّٰهُمَّ بِحُجَّتِكَ اعْصِمْنِي، وَسَلَامُكَ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ۔
اے میرے مولا علیہ السلام! آپ علیہ السلام ہی اللہ کے ہاں بلند مقام اور وسیلہ ہیں، جو آپ علیہ السلام کا بھی رب ہے اور میرا بھی رب ہے۔	مَوْلَايَ، أَنْتَ الْجَاهُ عِنْدَ اللهِ، رَبِّكَ وَرَبِّي۔

تبصرہ: روایت کا مکمل متن

یہ زیارت ابن مشہدی رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق مکمل متن ہے۔ انہوں نے اس میں حمیری رحمہ اللہ کے سوالات اور امام عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے جوابات حذف کرنے کی تصریح کی ہے، حالانکہ بہتر ہوتا کہ وہ انہیں مکمل طور پر نقل کرتے؛ کیونکہ یہ بھی اسی پیغام کا حصہ ہیں اور زیارت کے ابتدائی فقروں میں مذکور ملامت (توبیخ) کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں، جیسا کہ:

لَا لِأَمْرِ اللهِ تَعْقِلُونَ وَلَا مِنْ أَوْلِيَائِهِ تَقْبَلُونَ

تم اللہ کے حکم کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے اولیاء کی بات قبول کرتے ہو...

یہ جملہ یقیناً ان لوگوں کے جواب میں آیا ہو گا جنہوں نے کچھ شبہات یا اعتراضات پیش کیے تھے۔

سند کی صحت اور راویوں کی امانت داری پر ہمارا مکمل اعتماد ہے، جو محمد بن مشہدی رحمہ اللہ سے لے کر آخری راوی ابن جعفر حمیری رحمہ اللہ تک مضبوط ہے۔ تاہم، ہم اس نسخے میں کچھ نقص محسوس کرتے ہیں، جو کسی ناسخ (کاتب) کی غلطی کا نتیجہ ہو سکتا ہے، شاید ایک سے زیادہ نساخین (نسخہ نویس) نے اس میں تبدیلی کی ہو۔ اسی وجہ سے، اس زیارت کے بعد منقول بعض دعاؤں کے بارے میں ہمیں توقف کرنا پڑتا ہے۔

کیا یہ زیارت امام عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے کلام میں سے ہے یا ان کے سفیر کے کلام میں سے؟

یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ زیارت کا متن امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے کلام میں سے ہے، اور اس پر یہ اعتراض نہیں آ سکتا کہ امام عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف خود اپنی زیارت مسلمانوں کو کیسے سکھا سکتے ہیں؟، لیکن کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام نے بھی مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ وہ انہیں کیسے مخاطب کریں اور زیارت کیسے کریں۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں، کیونکہ آپ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف معصوم ہیں اور اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔

البتہ، ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ صرف مسائل کے جوابات امام علیہ السلام کی طرف سے ہیں، جبکہ زیارت کا متن سفیرِ امام علیہ السلام، حسین بن روح رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں ہے؛ کیونکہ حمیری رحمہ اللہ امام علیہ السلام سے انہی کے ذریعے خط و کتابت کیا کرتے تھے اور بعض جوابات انہیں وہ خود املا کرواتے تھے۔

الحر العاملیؒ نے کتاب وسائل الشیعۃ (جلد ۲۰، صفحہ ۳۱) میں فرمایا:

"جان لو کہ شیخ الطوسیؒ نے کتاب الغیبۃ میں اسحاق بن یعقوبؒ کے تمام مسائل اور ان کے جوابات کو امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے نقل کیا ہے، جو کہ ایک جماعت کے واسطے سے روایت ہوئے ہیں۔ اسی طرح، انہوں نے محمد بن عبد اللہ بن جعفر الحمیریؒ کے تمام مسائل کو بھی امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے روایت کیا ہے، جو کہ ایک جماعت کے واسطے سے ابو الحسن محمد بن أحمد بن داودؒ سے مروی ہیں۔ محمد بن احمد بن داودؒ نے بیان کیا کہ میں نے یہ احمد بن إبراہیم نوبختیؒ کے قلمی نسخے میں پایا، جو ابو القاسم حسین بن روحؒ کے املا کردہ تھے، اور ان مسائل کو اسی طرح ذکر کیا ہے جیسے طبرسیؒ نے روایت کیا ہے"۔

شیخ الطوسیؒ نے کتاب الغیبۃ (صفحہ ۳۷۳) میں فرمایا:

"ہم سے ایک جماعت نے ابو الحسن محمد بن احمد بن داود القمیؒ سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں نے احمد بن إبراہیم النوبختیؒ کے قلمی نسخے میں پایا، جو ابو القاسم حسین بن روحؒ کے املا کردہ تھے، کہ ایک کتاب کے حاشیے پر لکھا تھا، جس میں وہ جوابات اور مسائل درج تھے جو قم سے بھیجے گئے تھے۔ ان میں سوال کیا گیا تھا: آیا یہ فقیہ علیہ السلام کے جوابات ہیں یا محمد بن علی الشلمغانی کے جوابات ہیں؟ کیونکہ اس سے منقول ہے کہ اس نے کہا تھا: یہ جوابات میں نے دیئے ہیں۔ پس، ان کے سوال پر کتاب کے حاشیے پر تحریر کیا گیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم: ہم نے اس تحریر کو اور اس کے مندرجات کو ملاحظہ کیا، اور یہ سب ہمارے جوابات ہیں۔ اس میں اس ملعون، گمراہ، اور گمراہ کرنے والے المعروف بالعزاقري (محمد بن علی الشلمغانی) کا کوئی دخل نہیں، اللہ کی اس پر لعنت ہو"۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ حسین بن روحؒ نے "جَوَابُنَا" (ہمارا جواب) فرمایا ہے، جو اس بات کو شامل ہے کہ یہ یا تو امام علیہ السلام کے اپنے قلم سے تحریر شدہ اور ان کے الفاظ ہیں، یا امام علیہ السلام کی جانب سے مضموناً ان کے حکم سے نقل شدہ ہیں، اور اس پر اعتماد حسین بن روحؒ کا ہے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حسین بن روحؒ جیسے عظیم المرتبت، جلیل القدر عالم اور امام علیہ السلام کے خاص نائب کو امام علیہ السلام بعض مسائل کے جوابات دینے کا حکم دیں اور انہیں اختیار دیں کہ وہ شیعوں کو زیارتِ آئمہ علیہم السلام سکھائیں۔

یہ احتمال زیارت آل یاسین کی قدر و قیمت کو کم نہیں کرتا، خاص طور پر جب اس کی فصاحت و بلاغت اہل بیت علیہم السلام کے کلام کے ہم آہنگ (ملتی جلتی) ہے۔ اگر یہ حسین بن روحؒ کے املا سے بھی ہے تو وہ اس قدر متقی تھے کہ دین اور انبیاء و آئمہ علیہم السلام کے مقامات کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کہتے جو انہوں نے امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے لفظاً یا معناً نہ سنی ہو۔

اس بات پر ایک واضح دلیل یہ واقعہ ہے جو درج ذیل ہے۔

شیخ صدوقؒ نے علل الشرائع (جلد ۱، صفحہ ۲۴۱) میں یہ واقعہ نقل کیا ہے: "ہمیں محمد بن ابراہیم بن اِسحاق الطالقانیؒ نے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: میں شیخ ابو القاسم حسین بن روحؒ قدس اللہ روحہ کی خدمت میں ایک جماعت کے ساتھ حاضر تھا، جن میں علی بن عیسی القصری بھی شامل تھے۔ اس دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

حسین بن روحؒ نے فرمایا: جو چاہو، پوچھو۔

اس شخص نے کہا: مجھے بتائیے، کیا امام حسین علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں؟

حسین بن روحؒ نے فرمایا: ہاں۔

اس نے پھر پوچھا: تو کیا ان کا قاتل (لعنۃ اللہ علیہ) اللہ کا دشمن تھا؟

فرمایا: ہاں، وہ اللہ کا دشمن تھا۔

اس شخص نے کہا: تو کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ اپنے ولی پر اپنے دشمن کو مسلط کرے؟

ابو القاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

"میری بات کو غور سے سمجھو! جان لو کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے براہِ راست مشاہدے کے ذریعے گفتگو نہیں کرتا اور نہ ہی ان سے روبرو کلام کرتا ہے۔ بلکہ اس نے ان کی طرف انہی میں سے رسول بھیجے، جو ان ہی کی جنس اور نوع سے تھے، اور ان جیسے بشر تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے پاس کسی اور قسم اور صورت کے رسول بھیجتا تو وہ ان سے دور بھاگ جاتے اور ان کی بات قبول نہ کرتے۔ لیکن جب وہ انہی کی جنس سے آئے، جو کھاتے بھی تھے اور بازاروں میں چلتے بھی تھے، تو ان (لوگوں) نے کہا: تم تو ہمارے جیسے ہی ہو، ہم تمہاری بات اس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک کہ تم کوئی ایسا امر نہ لے آؤ جس کا ہم مثل لانے سے عاجز ہوں؛ تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ تم خاص ہو اور وہ قدرت رکھتے ہو جو ہم نہیں رکھتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے لیے معجزات قرار دیے، جو مخلوقات کے بس سے باہر تھے۔ ان میں سے کچھ وہ تھے جو طوفان لے کر آئے، انذار اور اتمامِ حجت کے بعد، تمام سرکشوں اور باغیوں کو غرق کر دیا گیا۔ کچھ وہ تھے جنہیں آگ میں ڈالا گیا تو وہ آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی۔ کچھ کے لیے سخت چٹان سے اونٹنی نکالی گئی اور اس کے تھن میں دودھ جاری کر دیا گیا۔ کچھ کے لیے سمندر کو شق کر دیا گیا، اور چٹان سے پانی کے چشمے جاری کر دیے گئے، ان کے لیے خشک لکڑی کو اژدھا بنا دیا گیا، جو ان کے جھوٹے جادو کو نگل گیا۔ کچھ وہ تھے جنہوں نے اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا دی، مردوں کو زندہ کیا، اور لوگوں کو ان کے گھروں میں ذخیرہ شدہ کھانے کے بارے میں خبر دی۔ کچھ وہ تھے جن کے لیے چاند دو ٹکڑے ہوا، اور ان سے جانوروں نے کلام کیا، جیسے اونٹ، بھیڑیا اور دیگر مخلوقات۔

پس جب وہ اس قسم کے معجزات لے کر آئے اور ان کی قومیں اس جیسا کچھ لانے سے عاجز رہیں، تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر، اس کی اپنے بندوں پر مہربانی، اور اس کی حکمت میں سے تھا کہ اس نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو ان معجزات کے باوجود کبھی غالب اور کبھی مغلوب، کبھی قاہر اور کبھی مقہور رکھا۔

حسین بن روحؒ نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو ہر حال میں غالب اور قاہر بنائے رکھتا، اور انہیں کسی آزمائش اور امتحان میں مبتلا نہ کرتا، تو لوگ انہیں اللہ کے سوا معبود بنا لیتے۔ اور ان کے صبر و استقامت کی فضیلت، جو انہوں نے بلاؤں، مصیبتوں اور آزمائشوں پر دکھائی، کبھی ظاہر نہ ہوتی۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات کو دوسروں کی طرح رکھا؛ تاکہ وہ مصیبت اور آزمائش کے وقت صابر رہیں، اور خوشحالی و دشمنوں پر غلبے کے وقت شکر گزار بنیں؛ تاکہ وہ ہر حال میں متواضع رہیں، نہ کہ متکبر اور جابر۔ اس سے بندوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ انبیاء علیہم السلام کا بھی ایک معبود ہے، جو ان کا خالق اور مدبر ہے، پس وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے رسولوں کی اطاعت کریں؛ تاکہ اللہ کی حجت ان لوگوں پر قائم ہو جائے جو انبیاء علیہم السلام کے بارے میں حد سے بڑھ گئے، ان کے لیے ربوبیت کا دعویٰ کیا، یا ان سے دشمنی کی، ان کی مخالفت کی، اور ان کے لائے ہوئے حق کا انکار کیا؛ تاکہ وہ ہلاک ہو جائے جو واضح دلیل کے بعد ہلاک ہونا چاہے، وہ زندہ رہے جو واضح دلیل کے ساتھ حق پر قائم رہے۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ[1]

تاکہ وہ ہلاک ہو جو دلیل کے بعد ہلاک ہو، اور وہ زندہ رہے جو دلیل کے بعد زندہ رہے۔

محمد بن ابراہیم بن اسحاقؒ فرماتے ہیں:

اگلے دن میں دوبارہ شیخ ابو القاسم حسین بن روح قدس اللہ روحہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور دل میں سوچ رہا تھا: کیا جو کچھ انہوں نے کل ہمیں بیان کیا تھا، وہ ان کی اپنی رائے تھی؟ جوں ہی میں پہنچا، انہوں نے خود ہی مجھ سے فرمایا:

اے محمد بن ابراہیمؒ! اگر مجھے کسی پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیا جائے، یا میں آسمان سے گر جاؤں، اور پرندے مجھے اچک لے جائیں، یا ہوا مجھے کسی گہرے گڑھے میں گرا دے، تو یہ سب کچھ مجھے اس سے

---

[1] الأنفال: ۴۲

زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کچھ کہوں، یا اپنی طرف سے کچھ بیان کروں۔ بلکہ جو کچھ میں نے کہا، وہ اصل (یعنی امام علیہ السلام) سے لیا گیا ہے اور میں نے اسے حجت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے سنا ہے۔

یہ قول حسین بن روح قدس سرہ کے عظیم مقام پر دلالت کرتا ہے اور اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں پوشیدہ خیالات سے بھی آگاہ تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے سفراء جو کچھ بیان کرتے تھے، وہ کسی گمان یا اجتہاد کی بنیاد پر نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ علم ویقین پر مبنی ہوتا تھا۔ یہ امر آج کے دور کے بہت سے مصنفین اور مؤلفین کے طرزِ عمل کے برعکس ہے، جو دین کے مسائل میں قیاس وظن سے کام لیتے ہیں، جبکہ سفراءِ امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف صرف وہی بات کرتے تھے جسے انہوں نے براہِ راست حجتِ خدا عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے سنا ہوتا تھا۔ یہ ان کی امانت داری، دیانت اور اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی قسم کی رائے زنی سے اجتناب کا واضح ثبوت ہے، جو ان کے مقامِ عصمت وعدالت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

اہلبیت علیہم السلام کے ذریعے اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور خود اہلبیت علیہم السلام کی طرف توجہ ہونا

امام علیہ السلام کے اس فرمان: فَإِذَا أَرَدْتُمُ التَّوَجُّهَ بِنَا إِلَى اللهِ تَعَالَى، وَإِلَيْنَا، فَقُولُوا۔۔۔ (پس جب تم ہمارے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہو، اور ہماری طرف (توجہ کرنا چاہو)، تو یہ کہو...) کا مطلب یہ ہے کہ جب تم ہم (اہل بیت علیہم السلام) کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توسل کرنا چاہو، تو پہلے اللہ کی حمد وثناء کرو، پھر ہمارے مقام کا ذکر کرو، اور ہمارے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

امام باقر علیہ السلام کی حدیث:

إِذَا أَرَدْتَ أَمْرًا تَسْأَلُهُ رَبَّكَ، فَتَوَضَّأْ وَأَحْسِنِ الْوُضُوءَ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَعَظِّمِ اللهَ، وَصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَقُلْ بَعْدَ التَّسْلِيمِ:

جب تم کوئی کام چاہو اور اپنے رب سے مانگنا چاہو، تو وضو کرو اور اچھے طریقے سے وضو کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، اور اللہ کی تعظیم کرو، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو، اور سلام (نماز کے اختتام پر) کے بعد یہ دعا پڑھو:

MI Traders

LOOKING FOR NEW TYRES?

JUST A CALL AWAY

DEALS IN NEW TYRES AND TUBES

CALL NOW!

+92 322 822 8411

MITMIT

MITRADERSTIRE

MAZ Automobile

Need a Car ?

Lets find a Perfect one for you

Deals in New & Used Cars

mazgroup14@gmail.com

CALL NOW!

+92 322 8228411

Address: Laiba homes Allama Iqbal Road P.E.C.H.S Block 2

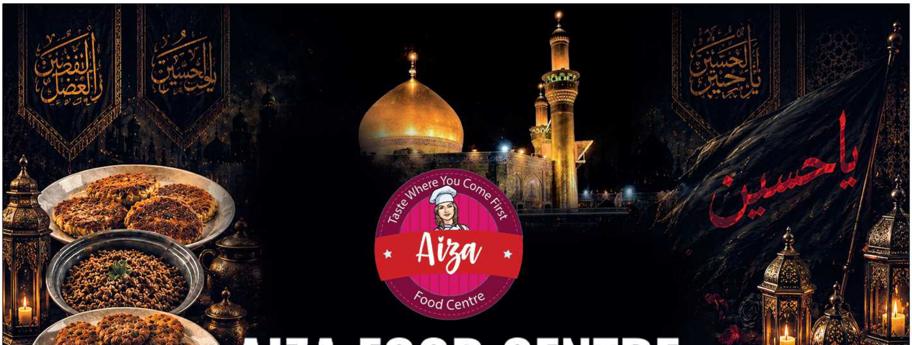

AIZA FOOD CENTRE (TM)

PROVIDES YOU HOME COOK HYGENIC FOOD

100% HYGIENIC

NAZAR-O-NIYAZ

NIAZ MENU LIST 2026

Frozen

Item	Pc | Dzn
Beef Shami Kabab	Rs. 75 | 900
Chk Shami Kabab	Rs. 65 | 800
Beef Bohra Cutles	Rs. 120 | 1400
Chicken Bohra cutles	Rs. 85 | 1000
Chicken Aalo Cutles	Rs. 50 | 600
Chapli Kabab	Rs. 85 | 1000
Seekh Kabab	Rs. 70 | 800

Fried Item

Item	Pc | Dzn
Beef Shami Kabab	Rs. 90 | 1050
Chicken Shami Kabab	Rs. 80 | 950
Beef Bohra Cutles	Rs. 130 | 1600
Chicken Bohra Cutles	Rs. 100 | 1200
Chicken Aalo Cutles	Rs. 60 | 750
Chapli Kabab	Rs. 100 | 1200
Seekh Kabab	Rs. 75 | 900

Dawn Bun

Item	Pc
Beef Shami Kabab	Rs. 128
Chicken Shami Kabab	Rs. 118
Chicken Aalo Cutles	Rs. 98
Chapli Kabab	Rs. 138
Seekh Kabab	Rs. 108
Beef Behari	Rs. 138
Chicken Behari	Rs. 108
Chicken Dum Qeema	Rs. 133
Beef Dum Qeema	Rs. 163

Chapati / Home Made Roti

Item	Price
Beef Shami Kabab	Rs. 113
Chicken Shami Kabab	Rs. 103
Chicken Aalo Cutles	Rs. 83
Chapli Kabab	Rs. 123
Seekh Kabab 1|2	Rs. 98 | 148
Beef Behari	Rs. 188
Chicken Behari	Rs. 168
Chicken Dum Qeema	Rs. 118
Beef Dum Qeema	Rs. 148

Sheermal / Taftan /Kulcha

Beef Shami Kabab	Rs. 173	Rs. 153
Chicken Shami Kabab	Rs. 163	Rs. 143
Chicken Aalo Cutles	Rs. 143	Rs. 123
Chapli Kabab	Rs. 183	Rs. 163
Beef Behari	Rs. 208	Rs. 198
Chicken Behari	Rs. 198	Rs. 188
Chicken Dum Qeema	Rs. 178	Rs. 168
Beef Dum Qeema	Rs. 208	Rs. 198

DISCOUNT ON EACH ITEMS

ORDER ABOVE

500 GET
RS. 02 DISCOUNT

1000 GET
RS. 04 DISCOUNT

0323-2103948
0322-2824928

HOME MADE

THESE RATES ARE ONLY APPLICABLE TILL CHEHLUM

DELIVERY FREE ABOVE RS. 2000 | IN SOLDIER BAZAR

LOCATION

AFSHAN ARCADE TIME MEDICAL STORE, SOLDIER BAZAR #3, KARACHI

www.aizafoodcenter.com aizafoodcentre

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ مَلِكٌ، وَأَنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مُقْتَدِرٌ، وَبِأَنَّكَ مَا تَشَاءُ مِنْ أَمْرٍ يَكُونُ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات پر کہ تو بادشاہ ہے، اور تو ہر چیز پر قادر اور قدرت والا ہے، اور یہ کہ تو جو چاہے وہ ہو جاتا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ. يَا مُحَمَّدُ، يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى اللهِ رَبِّكَ وَرَبِّي لِيُنْجِحَ لِي طَلِبَتِي. اللَّهُمَّ بِنَبِيِّكَ أَنْجِحْ لِي طَلِبَتِي بِمُحَمَّدٍ. ثُمَّ سَلْ حَاجَتَكَ

اے اللہ! میں تیری طرف تیرے نبی محمد ﷺ، نبی رحمت کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد ﷺ! اے رسولِ خدا ﷺ! میں آپ ﷺ کے وسیلے سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، جو آپ ﷺ کا اور میرا رب ہے؛ تاکہ وہ میری حاجت پوری کر دے۔ اے اللہ! تیرے نبی ﷺ کے واسطے سے میری حاجت پوری فرما، محمد ﷺ کے صدقہ میں۔ پھر اپنی حاجت طلب کرو[1]۔

شیخ طوسیؒ کی روایت:

شیخ الطُّوسیؒ نے التَّهذیب (ج ٦، ص ١٠١) میں یوں روایت کی ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي لَوْ وَجَدْتُ شُفَعَاءَ أَقْرَبَ إِلَيْكَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الْأَخْيَارِ الْأَئِمَّةِ الْأَبْرَارِ، لَجَعَلْتُهُمْ شُفَعَائِي، فَبِحَقِّهِمُ الَّذِي أَوْجَبْتَ لَهُمْ عَلَيْكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُدْخِلَنِي فِي جُمْلَةِ الْعَارِفِينَ بِهِمْ

اے اللہ! اگر میں تیرے نزدیک محمد ﷺ اور ان کے اہلِ بیت علیہم السلام، جو نیک اور پاکیزہ امام ہیں، سے بڑھ کر کوئی وسیلہ پاتا، تو میں انہیں اپنا سفارشی بناتا۔ پس میں تجھ سے ان کے اس حق کے واسطے سے سوال کرتا ہوں، جو تو نے ان کے لیے واجب قرار دیا ہے، کہ تو مجھے ان کی معرفت رکھنے والوں میں شامل کر دے۔

---

[1] الکافی، ج ٣، ص ٤٧٨

آئمہ علیہم السلام کی طرف متوجہ ہونا:

(التَّوَجُّهُ إِلَيْهِمْ) آئمہ علیہم السلام کی طرف متوجہ ہونا درجے میں (التَّوَجُّهُ بِهِمْ) ان کے ذریعے اللہ کی طرف توجہ کرنے سے بلند ہے، کیونکہ:

- التَّوَجُّهُ بِهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں، اور اس میں ان کی شخصیات پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔
- التَّوَجُّهُ إِلَيْهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے نور کا مرکز اور اس کے اسماءِ حسنیٰ کے مظہر ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

  مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ۔۔۔) (النُّور:۳۵)(اس کے نور کی مثال ایک طاق کی مانند ہے)

پس، آئمہ علیہم السلام کی طرف متوجہ ہونا، اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے راستے اور ایک دروازے کے طور پر ہے، نہ کہ اللہ کی جگہ کسی اور کی عبادت، جیسا کہ نواصب کا غلط گمان ہے۔

آئمہ علیہم السلام "وَجْهُ اللهِ" ہیں

آئمہ علیہم السلام وہ ہستیاں ہیں جن کے ذریعے اللہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام "وَجْهُ اللهِ" (اللہ کا چہرہ) ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی معرفت اور اس کے فیض کا دروازہ وہی ہیں۔

الكَافِي (۱/۱۴۳) میں روایت ہے: امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ[۱]۔

ہر چیز فنا ہو جائے گی، سوائے اس کے چہرے کے

[۱] القَصَص:۸۸

تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

مَا يَقُولُونَ فِيهِ؟

لوگ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

راوی نے عرض کی:

يَقُولُونَ: يَهْلِكُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا وَجْهُ اللهِ۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ ہر چیز ہلاک ہو جائے گی سوائے اللہ کے چہرے کے!

تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللهِ! لَقَدْ قَالُوا قَوْلًا عَظِيمًا! إِنَّمَا عَنَى بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ الَّذِي يُؤْتَى مِنْهُ

اللہ پاک ہے! انہوں نے بہت بڑی بات کہہ دی! در حقیقت، اس سے مراد "وَجْهُ اللهِ" (اللہ کا چہرہ) ہے، یعنی وہ ہستیاں جن کے ذریعے اللہ کی طرف آیا جاتا ہے!

زیارتِ امیر المؤمنین علیہ السلام میں "وَجْهُ اللهِ"

كَامِلُ الزِّيَارَات (ص ۱۰۰) میں حضرت علی علیہ السلام کی زیارت میں آیا ہے:

أَشْهَدُ لَكَ يَا وَلِيَّ اللهِ وَوَلِيَّ رَسُولِهِ بِالْبَلَاغِ وَالْأَدَاءِ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ جَنْبُ اللهِ، وَأَنَّكَ بَابُ اللهِ، وَأَنَّكَ وَجْهُ اللهِ الَّذِي مِنْهُ يُؤْتَى، وَأَنَّكَ سَبِيلُ اللهِ، وَأَنَّكَ عَبْدُ اللهِ وَأَخُو رَسُولِهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اے ولی اللہ اور ولی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ علیہ السلام نے پیغام کو پہنچایا اور اس کا حق ادا کیا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ "جَنْبُ اللهِ" (اللہ کے قریب تر ہستی)، "بَابُ اللهِ" (اللہ کا دروازہ)، "وَجْهُ اللهِ" (اللہ کا چہرہ جس کے ذریعے اس کی بارگاہ میں آیا جاتا ہے)، "سَبِيلُ اللهِ" (اللہ کا راستہ)، اور اللہ کے عبد اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں۔

نتیجہ

آئمہ علیہم السلام کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنا جائز اور مستحب ہے، لیکن ان کی طرف براہِ راست متوجہ ہونا ایک بلند تر معرفتی درجہ ہے؛ کیونکہ وہ اللہ کے نور کے مظہر اور اس کے اسماءِ حسنیٰ کی تجلی ہیں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ان کی عبادت کی جائے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فیض کا سب سے کامل ذریعہ یہی مقدس ہستیاں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس شرح میں کتاب "اِلاحتِجاج" کے متن کو اختیار کیا ہے، کیونکہ وہ مختصر اور ہمارے مقصد کے لیے کافی ہے۔

دوسری فصل: امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقامات بارگاہِ الٰہی میں

(۱) سلامٌ علیٰ آلِ یاسین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ۔ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ۔ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ۔ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ۔ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ۔ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ۔ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ۔ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ [1]۔

اور بے شک الیاس علیہ السلام رسولوں میں سے تھے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم پرہیزگار نہیں بنتے؟ کیا تم بعل (نامی بت) کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟ یعنی اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے؟ تو انہوں نے انہیں جھٹلایا، پس وہ ضرور (عذاب میں) حاضر کیے جائیں گے، سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔ اور ہم نے ان کا ذکر آنے والوں میں باقی رکھا۔ سلام ہو آل یاسین پر! ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے۔

---

[1] الصافات ۱۳۲-۱۲۳

قرآن میں موجود قرأت "سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ" ہمزہ کے کسرہ (إِلْيَاسِينَ) کے ساتھ ہے، جو اکثر قراء کی قرأت ہے۔

جبکہ اہلِ مدینہ، اہلِ بیت علیہم السلام اور بعض دیگر قراء نے اسے "آلِ يَاسِينَ" (ہمزہ مفتوح) کے ساتھ پڑھا ہے۔

پس، اگر قرأت "إِلْ يَاسِينَ" لی جائے، تو اس کا مطلب "إلیاس" نبی علیہ السلام ہو گا، اور انہیں "إلیاسین" کہہ کر ذکر کیا گیا ہے۔

اور اگر قرأت "آلِ يَاسِينَ" ہو، تو اس کا مطلب "آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہو گا، کیونکہ "یاسین" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نام ہے۔

شیعہ مصادر میں آلِ یاسینَ کی تفسیر

اہلِ بیت علیہم السلام کی احادیث میں بھی آلِ یاسینَ کی تفسیر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی گئی ہے، جیسا کہ مختلف شیعہ مصادر میں آیا ہے:

امالی الصدوقؒ (۵۵۸) میں حضرت علی علیہ السلام اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ: آلِ یاسینَ سے مراد "آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہیں۔

امالی الصدوقؒ (۶۲۲) میں امام علی رضا علیہ السلام کا مناظرہ نقل ہوا ہے، جہاں آپ علیہ السلام نے مأمون کے دربار میں موجود علماء سے سوال فرمایا: مجھے بتاؤ، اللہ عزّوجلّ کے قول: يٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ میں "يٰسٓ" سے کون مراد ہے؟ علماء نے جواب دیا: یٰسین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اس میں کوئی شک نہیں۔ تب امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: پس اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا فضل عطا کیا ہے، جس کی حقیقت کو کوئی درک نہیں کر سکتا، سوائے اس کے جسے اللہ نے عقل عطا کی ہو۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ صرف انبیاء کے لیے مخصوص رکھا ہے، جیسا کہ فرمایا:

سَلاَمٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ

سلام ہو نوح پر جہانوں میں

سَلاَمٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

سلام ہو ابراہیم پر

سَلاَمٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ

سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر

لیکن اللہ نے کہیں بھی سلامٌ علی آلِ نوح، سلامٌ علی آلِ موسی یا سلامٌ علی آلِ ابراہیم نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف سَلاَمٌ عَلَى آلِ يَاسِينَ کہا، اور آلِ یَاسِینَ سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

معاني الأخبار (۱۲۲) میں بھی اسی مضمون کی روایت نقل ہوئی ہے، جس میں "آلِ یَاسِینَ" کی تفسیر "آلِ محمدؐ" سے کی گئی ہے۔

ابو عبد الرحمن السُّلَمي نے روایت کیا کہ: عمر بن الخطاب سَلاَمٌ عَلَى آلِ یَاسِینَ کی قراءت کرتے تھے۔ ابو عبد الرحمن السُّلَمي نے کہا: آلِ یَاسِینَ سے مراد "آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہیں۔

ظہور و نص میں تعارض

اللہ تعالیٰ نے سورۂ الصافات میں کئی انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا اور بعض پر سلام بھیجا۔ پہلے نوح علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ[1]

اور ہم نے اس کا ذکر بعد میں آنے والوں میں باقی رکھا۔ نوح پر سلام ہو جہانوں میں!

[1] الصافات: ۷۸-۸۱

ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے۔

پھر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ[1]

ابراہیم پر سلام ہو! ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

بے شک وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے۔

پھر موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ[2]

موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر سلام ہو! ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ بے شک وہ دونوں ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے۔

اس کے بعد الیاس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْيَاسِينَ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ[3]

اور بے شک الیاس علیہ السلام پیغمبروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم پرہیز گار نہیں بنتے؟ کیا تم بعل (نامی بت) کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟ یعنی اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے؟ پس انہوں نے اسے جھٹلایا، تو وہ ضرور (عذاب میں) حاضر کیے جائیں گے، مگر اللہ کے وہ بندے جو مخلص ہیں۔ اور ہم نے اس کا ذکر بعد میں آنے والوں میں باقی رکھا۔ سلام

---

[1] الصافات:۱۰۸-۱۱۱

[2] الصافات:۱۱۹-۱۲۲

[3] الصافات:۱۲۳-۱۳۲

ہو آلِ یاسین پر! ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے۔

پھر لوط اور یونس علیہما السلام کا ذکر کیا، لیکن ان پر سلام نہیں بھیجا۔ آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے سورہ کو اس طرح ختم کیا:

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ۔ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[1]

پس ان سے کچھ وقت کے لیے منہ موڑ لو، اور دیکھتے رہو، پس وہ بھی عنقریب دیکھیں گے۔ پاک ہے تمہارا رب، جو عزت والا ہے، ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ اور سلام ہو رسولوں پر! اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

ظاہری مفہوم اور روایت کا بیان

ظاہرِ سیاق کے مطابق ”سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْيَاسِينَ“ میں الیاس علیہ السلام پر سلام مراد ہے، کیونکہ اس کے بعد آیا ہے:

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ

بے شک وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے۔

لیکن متعدد روایات اس بات کی تصریح کرتی ہیں کہ یہاں ”آلِ يَاسِينَ“ سے ”آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ مراد ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ: ”اگر ”آلِ يَاسِينَ“ سے مراد ”آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ ہیں، تو یہ سورۂ یٰسین میں کیوں نہیں ذکر ہوا اور سورۂ الصافات میں الیاس علیہ السلام کے بعد کیوں آیا؟“

[1] الصافات: ۱۷۸-۱۸۲

میں کہتا ہوں: ہاں، یہ سیاق کا ظاہری مفہوم ہے، لیکن جب ظاہری معنی معصوم علیہ السلام کے نصوص سے متعارض ہو جائیں، تو نص کو ظاہری معنی پر ترجیح دینا واجب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معصوم علیہ السلام قرآن کے شرعی مفسر ہیں، اور ان کا کلام ہمارے ابتدائی فہم پر مقدم ہے؛ کیونکہ وہ اس کے معانی کو بہتر جانتے ہیں۔

اسی لیے ہم نے "آلِ یَاسِینَ" کی تفسیر "آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" سے کرنے کو ترجیح دی ہے[1]۔

---

[1] **ہم سمجھتے ہیں کہ سیاق والی دلیل قطعی نہیں ہے؛ کیونکہ ترتیبِ قرآن تنزیل کے مطابق نہیں ہوئی ہے۔**

کیوں کہ موجودہ ترتیب نزول کے مطابق نہیں ہے۔ یعنی قرآن کی سورتیں اور آیات جس ترتیب سے نازل ہوئیں، اسی ترتیب سے یکجا نہیں کی گئیں۔

اس استدلال کی کمزوریاں قرآن کی ترتیب نزول کے مطابق نہیں

چونکہ قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب وحی کے تدریجی نزول کے مطابق نہیں؛ لہٰذا کسی لفظ کے ظاہری سیاق کو قطعی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

دیگر مقامات پر ترتیب سے ہٹ کر ذکر

قرآن میں کئی مقامات پر انبیاء علیہم السلام کا ذکر ترتیبِ نزول یا تاریخی ترتیب کے مطابق نہیں، مثال کے طور پر، سورۂ الانعام ۸۳-۸۶ میں انبیاء کے نام تاریخی ترتیب کے بغیر ذکر ہوئے ہیں:

- وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ (حالانکہ اسحاق یعقوب کے بعد نہیں بلکہ پہلے ہیں)
- وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ (یہاں عیسیٰ علیہ السلام کو زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ ذکر کیا، حالانکہ ان کے درمیان کئی صدیاں ہیں)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ **کسی آیت کا کسی خاص مقام پر ذکر ہونا اس کے معنی کو محدود نہیں کر دیتا۔**

روایات کی حجیت

اگرچہ آیت کے ظاہری معنی ایک احتمال رکھتے ہیں، **لیکن متعدد روایات میں وضاحت کی گئی ہے کہ "آلِ یَاسِینَ" سے مراد "آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"** ہیں اور معصومین علیہم السلام کی تفسیر ظاہری سیاق سے زیادہ معتبر ہے؛ کیونکہ وہی قرآن کے حقیقی مفسر ہیں۔

"إِلْيَاسِينَ" کا لفظ اور دیگر قرائتیں: اگر قرآن کی ترتیب کو قطعی استدلال کے لیے بنیاد بنایا جائے، تو یہ بھی دیکھا جانا چاہیے کہ مختلف قرائتیں اس لفظ کو کیسے بیان کرتی ہیں۔

کیا دونوں معانی جمع ہو سکتے ہیں؟

کیا ''اِلْیَاسِینَ'' کا لفظ دو معانی میں مستعمل ہو سکتا ہے، تاکہ اس کا مطلب ''الیاس پر بھی سلام ہو اور آلِ یاسین پر بھی'' لیا جا سکے؟ اور کیا الیاس علیہ السلام کا آلِ محمد علیہم السلام سے کوئی تعلق ہے، کیونکہ ان کا نام ''اِیلیَا'' ہے، اور یہی نام تورات میں حضرت علی علیہ السلام کے لیے آیا ہے؟

یہ ایک احتمال ہے، لیکن قرآن میں ایک لفظ کے دو یا اس سے زیادہ معانی میں استعمال کی مثالیں موجود ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں:

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا

پس فرعون اور اس کے لشکر نے ان کا تکبر اور ظلم کے ساتھ پیچھا کیا۔

یہاں ''عَدْوًا'' کا مطلب عداوت (دشمنی) بھی ہے اور دوڑنا (تیزی سے تعاقب کرنا) بھی۔ اسی طرح، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔

یہ آیت تین معانی میں آئی ہے:

۱. ذریتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت فاطمہ علیہا السلام کی نسل)

۲. حوضِ کوثر (محشر میں)

۳. جنت میں کوثر نامی نہر

- بعض قراء نے ''اِلْیَاسِینَ'' پڑھا، جو الیاس علیہ السلام نبی کا ایک اور صیغہ سمجھا جا سکتا ہے۔
- اہلِ مدینہ اور اہلِ بیت علیہم السلام نے ''آلِ یَاسِینَ'' پڑھا، جس میں ''آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کا مفہوم شامل ہے۔

(مترجم: عترتی)

نبی اللہ الیاس علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد

مسعودی نے مروج الذھب (۱/ ۷۵) میں ذکر کیا ہے کہ نبی الیاس علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان مبعوث ہوئے۔ الطبری نے تاریخ الطبري (۱/ ۳۲۵) میں بیان کیا ہے کہ الیاس علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا، جو "بعل" نامی بت کی عبادت کرتے تھے۔

یہ "بعل" وہی معلوم ہوتا ہے جس کا تعلق لبنان کے مشہور "معبد بعلبک" سے ہے۔ قاموس الکتاب المقدس (صفحہ ۱۴۴) میں آیا ہے کہ الیاس وہی "اِیلیاہ" ہیں: "یہ ایک عبرانی نام ہے، جس کا مطلب ہے "میرا خدا یہُوَّہ ہے"۔ اس نام کی یونانی شکل "اِلیاس" ہے، جو کبھی کبھار عربی میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

- الیاس علیہ السلام ایک عظیم نبی تھے، جو شمالی سلطنت میں مبعوث ہوئے۔
- انہیں "التَّشْبِی" کہا جاتا تھا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی پیدائش "تشبۃ" میں ہوئی، لیکن وہ "جلعاد" میں رہتے تھے[1]۔
- ان کا عام لباس اون سے بنا ہوتا تھا اور وہ چمڑے کی کمر بند باندھتے تھے[2]۔
- وہ زیادہ تر وقت بیابان میں گزارتے تھے[3]۔

جب ملکہ "اِیزَابِل" نے اپنے شوہر اور بنی اسرائیل کو بعل کی عبادت میں ملوث کر دیا، تو الیاس علیہ السلام نے پیشن گوئی کی کہ اللہ بنی اسرائیل پر بارش کو روک دے گا۔

بعد میں الیاس علیہ السلام وادی "کَرِیت" میں چلے گئے، جہاں اللہ نے پرندوں کے ذریعے انہیں کھانے پینے کی چیزیں مہیا کیں۔ جب وادی خشک ہو گئی، تو وہ "صِرفَة" (جو آج "الصرفند" لبنان میں ہے) چلے گئے اور

---

[1] ۱ ملوک ۱:۱۷

[2] ۲ ملوک ۱:۸

[3] ۱ ملوک ۵:۱۷، 19:9

وہاں ایک بیوہ کے گھر قیام کیا، جہاں اللہ کے وعدے کے مطابق قحط کے دوران آٹا اور تیل ختم نہیں ہوا"۔

امام صادق علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر

آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی روایات میں بھی نبی الیاس علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ ان میں سے ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام الیاس نبی علیہ السلام کی ایک دعا سُریانی زبان میں پڑھتے تھے۔

مفضل بن عمرؒ روایت کرتے ہیں: ہم امام صادق علیہ السلام کے دروازے پر پہنچے اور اندر جانے کی اجازت کے منتظر تھے، تبھی ہم نے سنا کہ وہ کسی ایسی زبان میں کلام فرما رہے ہیں جو عربی نہیں تھی۔ ہمیں گمان ہوا کہ یہ سُریانی زبان ہے، پھر ہم نے دیکھا کہ وہ رونے لگے، تو ہم بھی ان علیہ السلام کے رونے کی وجہ سے رونے لگے۔ پھر آپ علیہ السلام کا خادم باہر آیا اور ہمیں اندر جانے کی اجازت دی۔

ہم داخل ہوئے تو میں نے عرض کی: اللہ آپ علیہ السلام کو سلامت رکھے، ہم آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے تھے، لیکن ہم نے آپ علیہ السلام کو کسی ایسی زبان میں گفتگو کرتے سنا جو عربی نہیں تھی، اور ہمیں گمان ہوا کہ وہ سُریانی زبان ہے۔ پھر آپ علیہ السلام روئے اور ہم بھی آپ علیہ السلام کے رونے کی وجہ سے روئے۔

تب امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، میں نے نبی الیاس علیہ السلام کو یاد کیا، جو بنی اسرائیل کے زاہد انبیاء علیہم السلام میں سے تھے۔ پس میں نے وہ دعا پڑھی جو وہ اپنے سجدے میں پڑھتے تھے۔ پھر امام علیہ السلام نے دوبارہ وہ دعا سُریانی زبان میں پڑھنی شروع کی۔

خدا کی قسم! ہم نے کبھی کسی قِس (عیسائی عالم) یا کسی جاثلیق (عیسائی پادری) کو بھی اتنی فصیح زبان میں سُریانی بولتے نہیں سنا، جتنی فصاحت کے ساتھ امام صادق علیہ السلام نے وہ دعا پڑھی۔ پھر امام علیہ السلام نے اس دعا کا ہمیں عربی میں ترجمہ کیا اور فرمایا:

PRINCE
CATERERS & BBQ

مُحَرَّمُ الحَرَام

Special
Niaz
Packages
at discounted Prizes

Customize your Niaz package & experience the true taste of tradition. Our Niaz Packages are thoughtfully prepared to honor the sanctity of Muharram.

Beef Haleem | Chicken Haleem | Beef Biryani | Beef Pulao
Chicken Biryani/Chicken Pulao | Masoor Pulao
Chana Pulao | Masoor Biryani | Chana Biryani | Okhai Daal
Zeera Rice | Beef Qorma | Chicken Qorma

CALL FOR INFORMATION

MUHAMMAD ABBAS BHOJANI
0311-3911052

SHARAFAT HUSSAIN BHOJANI
0300-3004710

BEHIND BANK AL-HABIB LIMITED,
SOLDIER BAZAR NO.3, KARACHI.

/PRINCECATERERS&BBQ

ORDER NOW

mazgroup14@gmail.com +92 322 8228411

Address: Laiba homes Allama Iqbal Road
P.E.C.H.S Block 2

الیاس علیہ السلام اپنے سجدے میں یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! کیا تو مجھے عذاب دے گا، حالانکہ میں نے تیری خاطر دوپہر کی پیاسیں برداشت کیں؟ کیا تو مجھے عذاب دے گا، حالانکہ میں نے تیرے لیے اپنا چہرہ خاک پر رکھا؟ کیا تو مجھے عذاب دے گا، حالانکہ میں نے تیری نافرمانیوں سے اجتناب کیا؟ کیا تو مجھے عذاب دے گا، حالانکہ میں نے تیری خاطر اپنی راتیں بیداری میں گزاریں؟ تب اللہ نے الیاس علیہ السلام کی طرف وحی کی: اپنا سر اُٹھالو، میں تمہیں عذاب دینے والا نہیں ہوں۔

الیاس علیہ السلام نے عرض کیا: اگر تُو نے کہا کہ میں تجھے عذاب نہیں دوں گا، پھر بھی اگر تو نے مجھے عذاب دے دیا، تو کیا میں تیرا بندہ اور تو میرا رب نہیں رہے گا؟

تب اللہ نے دوبارہ وحی فرمائی: اپنا سر اُٹھالو، میں تمہیں عذاب دینے والا نہیں ہوں؛ کیونکہ جب میں کوئی وعدہ کرتا ہوں تو اسے پورا کرتا ہوں[1]۔

(۲) السَّلامُ عَلَيْكَ يَا دَاعِيَ اللهِ وَرَبَّانِيَّ آيَاتِهِ

"دعوت الی اللہ" کا مفہوم اللہ کی طرف دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ:

۱. کسی کو اللہ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دینا۔
۲. کسی کو اللہ کے احکام کی اطاعت کا حکم دینا اور نافرمانی سے روکنا۔

یہ دونوں مفہوم اس بات کی دلیل ہیں کہ جو شخص اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے، اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ حکم دے، ممانعت کرے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے۔

کیا ہر کسی کو دعوتِ الی اللہ کا حق حاصل ہے؟

یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دینے کا حق کس کو حاصل ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہر انسان کا فطری حق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] الکافی، ۱/۲۷۷

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ[1]

اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے، نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں؟

لیکن یہ استدلال درست نہیں؛ کیونکہ یہ آیت صرف اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی مدح کر رہی ہے، نہ کہ یہ حق کسی کو دے رہی ہے۔

دعوت الی اللہ "اذنِ الٰہی" سے مشروط ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا - وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا[2]۔

اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے اذن سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

یہ آیت واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دینا رسالت کے مناصب میں سے ہے، اور یہ کام صرف اللہ کے اذن سے جائز ہے۔ اسی طرح شفاعت بھی اللہ کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں، جیسا کہ فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ[3]۔

کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے، مگر اس کے اذن سے؟

---

[1] فصلت: ۳۳

[2] الأحزاب: ۴۵-۴۶

[3] البقرۃ: ۲۵۵

باطل بنیاد، جس پر اسلامی تحریکیں قائم ہوئیں

بعض لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ اسلام کی طرف دعوت دینا کسی شرعی اذن کے بغیر بھی جائز ہے؛ کیونکہ یہ ہر مسلمان کا حق اور فریضہ ہے۔ ان کے استدلال کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ہے:

أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ۔

کہ دین کو قائم کرو

ان کا کہنا ہے کہ یہ خطاب تمام مسلمانوں کے لیے اسی طرح عام ہے، جیسے اللہ نے فرمایا:

"وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ"

نماز قائم کرو۔

چنانچہ، اگر کوئی مسلمان دین کے قیام کے لیے جدوجہد کرے، تو اسے امت کی قیادت کا حق حاصل ہو جاتا ہے، اور امت پر واجب ہوتا ہے کہ وہ اس کی بیعت کرے اور اس کی اطاعت کرے۔

اس نظریئے کی بنیاد پر قائم ہونے والی خلافتیں اور تحریکیں

اسی اصول پر خلافتِ ابو بکر، عمر اور ان کے بعد آنے والی تمام خلافتیں، بشمول خلافتِ عثمانیہ، قائم ہوئیں۔ بعد میں وہ تحریکیں بھی اسی نظریئے پر ابھریں، جو اسلامی خلافت کے قیام کی داعی تھیں۔

- یہ نظریہ اہل بیت علیہم السلام کی خلافت سے مختلف ہے، کیونکہ ان کی خلافت کسی عام اصول پر نہیں بلکہ "نص" (اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح حکم) پر قائم تھی۔
- اسی نظریئے کے تحت جب حسن البنا نے دعوتِ اسلامی کا آغاز کیا اور "اخوان المسلمون" کی بنیاد رکھی، تو ان کے پیروکاروں نے انہیں قیادت کا حق دار مانا اور ان کی بیعت کو واجب سمجھا۔

- اسی طرح، جب تقی الدین النبہانی نے اردن میں ”حزب التحریر“ کے نام سے ایک جماعت قائم کی، جس کا مقصد خلافت کا قیام تھا، تو ان کے ماننے والوں نے ان کی قیادت کو شرعی حیثیت دی اور ان کی بیعت کو لازم قرار دیا۔
- وہابیوں کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ ان کے بانی شیخ محمد بن عبد الوہاب نے ”اقامتِ دین“ کے لیے قدم اٹھایا اور خلافتِ عثمانیہ کے خلاف تحریک برپا کی، اس لیے ان کی قیادت برحق تھی اور ان کی بیعت واجب تھی۔

اسلامی تحریکوں کی قیادت کا باطل تصور

- اسی اصول پر عبد الصاحب دخیل ابو عصام رحمہ اللہ نے ”الدعوة الإسلامية“ کی بنیاد رکھی، جو اخوان المسلمین سے متاثر تھی۔ وہ بھی حسن البنا کی طرح یہ سمجھتے تھے کہ جو شخص اسلامی دعوت کا بیڑا اٹھائے، وہی امت کی قیادت کا حقدار بن جاتا ہے۔
- ابو عصام رحمہ اللہ کا نظریہ یہ تھا کہ تحریک کا قائد یا خلافت کا امیدوار فقہاء سے استفادہ کرے، لیکن ان کے فتاویٰ میں سے وہی رائے اختیار کرے جو تحریک یا امت کے مفاد میں ہو۔
- اسی اصول کو اپناتے ہوئے انہوں نے سید محمد باقر الصدر رحمہ اللہ کو ”الأسس الإسلامية“ لکھنے کے لیے کہا، جس میں انہوں نے لکھا کہ تحریک اس نظریئے کو اپنائے گی جو مرتد (چاہے وہ فطری ہو یا ملی) کی توبہ کو قبول کرنے کا قائل ہو۔

اسلامی تحریکوں کی قیادت کا خودساختہ اصول

- اسلامی تحریکوں کے قائدین سمجھتے ہیں کہ ان کی شرعی حیثیت خود ان کی تحریک اور ان کے اقدام سے ثابت ہوتی ہے، اور اسی بنا پر امت پر ان کی بیعت اور اطاعت واجب ہو جاتی ہے۔

- لیکن ان کے نظریئے کا سب سے بڑا اشکال، جس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں، یہ ہے کہ:

۱۔ کیا اللہ تعالیٰ نے دین کے قیام کا حکم دیا اور اس کے لیے کوئی واضح نظام نہیں بنایا؟

- کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو دین کے قیام کا حکم دیا ہو، لیکن یہ نہیں بتایا ہو کہ اس قیام کا طریقہ کیا ہو گا، اور قیادت کس کے ہاتھ میں ہو گی؟

۲۔ کیا اللہ تعالیٰ نے قیادت کا اختیار ہر ایک کو دے دیا؟

- کیا یہ عقل میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین نازل کیا اور پھر کہہ دیا کہ جو بھی اسے قائم کرنے کی کوشش کرے، وہی اس کا قائد اور اس کا خلیفہ ہو گا؟
- کیا ہر وہ شخص جو "اقامتِ دین" کے لیے اٹھے، اللہ کی طرف سے نمائندہ بن جاتا ہے؟

۳۔ کیا یہ نظریہ انتشار اور قیادت کے ٹکراؤ کا دروازہ نہیں کھولتا؟

- اگر قیادت کا معیار یہ ہے کہ جو بھی آگے بڑھے، وہی قائد ہو، تو اس سے ہر ملک، ہر شہر، ہر محلے، بلکہ ہر گھر میں قیادت کے دعویدار پیدا ہوں گے، اور مسلسل ٹکراؤ اور جنگ کی کیفیت رہے گی!
- یہی وجہ ہے کہ اسلامی تحریکیں ہمیشہ اندرونی اختلافات، قیادت کے جھگڑوں اور گروہ بندی کا شکار رہی ہیں، کیونکہ ان کا قیام ایک غیر مستند اصول پر ہوا ہے۔

۴۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناپسندیدہ عقیدہ نہیں؟

- یہ تصور کہ اللہ نے قیادت کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھول دیا، درحقیقت دین میں بدترین انحراف اور اللہ کی طرف بے ترتیبی اور ناانصافی کی نسبت دینا ہے، جو کہ اللہ کی حکمت اور عدل کے منافی ہے۔
- کیا اللہ تعالیٰ نے واقعی ایسا کوئی غیر منظم اور غیر عادلانہ نظام بنایا ہو گا؟ ہرگز نہیں!

کسی کو بھی اللہ کی طرف دعوت دینے کا حق نہیں، مگر اس کے اذن سے

مکتبِ اہل بیت علیہم السلام کے مطابق اسلام کی طرف دعوت دینے کا حق صرف معصومین علیہم السلام کو حاصل ہے، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کو۔

تہذیب الأحکام (۶/ ۱۳۱) میں آیا ہے کہ یہ حق صرف معصوم کے لیے مخصوص ہے؛ کیونکہ صرف معصوم علیہ السلام ہی وہ ہستی ہے جو لوگوں پر ظلم سے پاک ہے اور ان میں عدل کو یقینی بنا سکتا ہے۔ ابو عمرو الزبیری نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا:

أَخْبِرْنِي عَنِ الدُّعَاءِ إِلَى اللهِ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِهِ، أَهُوَ لِقَوْمٍ لَا يَحِلُّ إِلَّا لَهُمْ، وَلَا يَقُومُ بِهِ إِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُمْ، أَمْ هُوَ مُبَاحٌ لِكُلِّ مَنْ وَحَّدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَآمَنَ بِرَسُولِهِ؟ فَمَنْ كَانَ كَذَا فَلَهُ أَنْ يَدْعُوَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى طَاعَتِهِ، وَأَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِهِ؟

مجھے بتائیں کہ اللہ کی طرف دعوت دینا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا، کیا یہ کچھ خاص لوگوں کے لیے مخصوص ہے اور کسی اور کے لیے جائز نہیں؟ یا یہ ہر اس شخص کے لیے مباح ہے جو اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرے اور اس کے رسول پر ایمان لائے؟ کیا ایسے شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اللہ کی طرف دعوت دے، اس کی اطاعت کی طرف بلائے اور اس کے راستے میں جہاد کرے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

ذٰلِكَ لِقَوْمٍ لَا يَحِلُّ إِلَّا لَهُمْ، وَلَا يَقُومُ بِذٰلِكَ إِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُمْ۔

یہ کچھ مخصوص لوگوں کے لیے ہے، اور صرف وہی اس کے اہل ہیں،

اور اس کے علاوہ کوئی اس کا حق دار نہیں۔

ابو عمرو الزبیری نے عرض کیا:

قُلْتُ: مَنْ أُولَئِكَ؟

وہ کون لوگ ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قَامَ بِشَرَائِطِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْقِتَالِ وَالْجِهَادِ عَلَى الْمُجَاهِدِينَ، فَهُوَ الْمَأْذُونُ لَهُ فِي الدُّعَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ. وَمَنْ لَمْ يَكُنْ قَائِمًا بِشَرَائِطِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْجِهَادِ عَلَى الْمُجَاهِدِينَ، فَلَيْسَ بِمَأْذُونٍ لَهُ فِي الْجِهَادِ، وَلَا فِي الدُّعَاءِ إِلَى اللهِ، حَتَّى يُحَكِّمَ فِي نَفْسِهِ مَا أَخَذَ اللهُ عَلَيْهِ مِنْ شَرَائِطِ الْجِهَادِ۔

وہی جو اللہ عزوجل کی طرف سے جہاد اور قتال کی شرائط پر پورے اترتے ہیں، وہی اللہ کی طرف دعوت دینے کا اذن رکھتے ہیں۔ لیکن جو شخص اللہ کی طرف سے مقرر کردہ شرائط پر پورا نہیں اترتا، وہ نہ جہاد کا اہل ہے اور نہ ہی اللہ کی طرف دعوت دینے کا، یہاں تک کہ وہ اپنے نفس پر اللہ کی طرف سے عائد کردہ شرائط کو نافذ کرے۔

دعوت الی اللہ کے مستحقین کی وضاحت

قلتُ: فَبَيِّنْ لِي يَرْحَمُكَ اللهُ. قَالَ (علیه السلام): إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَخْبَرَ فِي كِتَابِهِ عَنِ الدُّعَاءِ إِلَيْهِ، وَوَصَفَ الدُّعَاةَ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ ذٰلِكَ لَهُمْ دَرَجَاتٍ يَعْرِفُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَيَسْتَدِلُّ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ۔ فَأَخْبَرَ أَنَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَوَّلُ مَنْ دَعَا إِلَى نَفْسِهِ، وَدَعَا إِلَى طَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِ أَمْرِهِ، فَبَدَأَ بِنَفْسِهِ فَقَالَ: وَاللهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ ثُمَّ ثَنَّى بِرَسُولِهِ (صلی الله علیه و آله)، فَقَالَ: أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ، يَعْنِي بِالْقُرْآنِ۔ وَلَمْ يَكُنْ دَاعِيًا إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مَنْ خَالَفَ أَمْرَ اللهِ، وَيَدْعُو إِلَيْهِ بِغَيْرِ مَا أَمَرَ فِي كِتَابِهِ، وَالَّذِي أَمَرَ أَنْ لَا يُدْعَى إِلَّا بِهِ۔ وَقَالَ فِي نَبِيِّهِ (صلی الله علیه و آله): وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ، يَقُولُ: تَدْعُو۔ ثُمَّ ثَلَّثَ بِالدُّعَاءِ إِلَيْهِ بِكِتَابِهِ أَيْضًا، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ، أَيْ يَدْعُو وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ۔ ثُمَّ ذَكَرَ مَنْ أُذِنَ لَهُ فِي الدُّعَاءِ إِلَيْهِ بَعْدَهُ وَبَعْدَ رَسُولِهِ (صلی الله علیه و آله) فِي كِتَابِهِ، فَقَالَ: وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ ثُمَّ أَخْبَرَ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَمِمَّنْ هِيَ، وَأَنَّهَا مِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيلَ مِنْ

سُکَّانِ الْحَرَمِ، مِمَّنْ لَمْ يَعْبُدُوا غَيْرَ اللهِ قَطُّ، الَّذِينَ وَجَبَتْ لَهُمُ الدَّعْوَةُ، دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ (علیهما السلام) مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ، الَّذِينَ أَخْبَرَ عَنْهُمْ فِي كِتَابِهِ أَنَّهُ أَذْهَبَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا۔

میں نے کہا: مجھے وضاحت سے بتائیں، اللہ آپ علیہ السلام پر رحمت کرے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دعوت الی اللہ کا ذکر کیا ہے اور اس کے لیے مخصوص داعیوں کو بیان کیا ہے، اور ان کے لیے درجات مقرر کیے ہیں جو ایک دوسرے کو پہچاننے اور ایک دوسرے پر استدلال کا ذریعہ بنتے ہیں۔ پس سب سے پہلے، اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کی طرف دعوت دی اور اپنی اطاعت اور اپنے امر کی پیروی کی طرف بلایا۔ چنانچہ اس نے اپنی ذات سے آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

وَاللهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

پھر اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس مقام پر فائز کیا اور فرمایا:

أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلائیے اور
ان سے بہترین طریقے سے بحث کیجیے۔

یعنی قرآن کے ذریعے۔ اور جو شخص اللہ کے حکم کے خلاف دعوت دیتا ہے اور اس کے حکم کے مطابق نہیں بلاتا، وہ اللہ کا داعی نہیں ہو سکتا۔ پھر اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

بے شک آپ سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں۔

یعنی آپ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ پھر اس نے اپنی کتاب (قرآن) کو بھی دعوت دینے والا قرار دیا اور فرمایا:

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

بے شک یہ قرآن اس راہ کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی ہے۔

یعنی یہ اللہ کی طرف بلاتا اور مؤمنوں کو بشارت دیتا ہے۔

پھر اس نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کن لوگوں کو دعوت دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

اور تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یہ جماعت کون ہے؟ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت میں سے ہیں، وہ لوگ جو حرم میں سکونت پذیر ہیں اور جنہوں نے کبھی غیر اللہ کی عبادت نہیں کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعا کے مستحق ٹھہرے، اور یہی وہ اہلِ مسجد ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہلِ بیت علیہم السلام! تم سے ہر طرح کی نجاست کو دور رکھے اور تمہیں پاک و پاکیزہ رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے قتال کی اجازت کن لوگوں کو دی؟

ثُمَّ أَخْبَرَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْ بِالْقِتَالِ إِلَّا أَصْحَابَ هَٰذِهِ الشُّرُوطِ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ. الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس نے قتال کا حکم صرف انہی لوگوں کو دیا ہے جو ان شرائط پر پورا اترتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللهُ۔

اجازت دے دی گئی ان لوگوں کو جو مظلوم بنا کر جنگ پر مجبور کیے گئے، اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ وہ لوگ جو ناحق اپنے گھروں سے نکال دیے گئے، صرف اس وجہ سے کہ وہ کہتے تھے: ہمارا رب اللہ ہے۔

وَذَٰلِكَ أَنَّ جَمِيعَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ (صلی اللہ علیہ و آلہ) وَلِأَتْبَاعِهِمَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَهْلِ هَٰذِهِ الصِّفَةِ۔

یہ اس لیے کہ زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے، وہ اللہ عزوجل، اس کے رسول ﷺ اور ان کے مومن پیروکاروں کے لیے ہے، جو ان صفات کے حامل ہیں۔

فیء (مالِ غنیمت) کا حقیقی مستحق کون؟

فَمَا كَانَ مِنَ الدُّنْيَا فِي أَيْدِي الْمُشْرِكِينَ وَالْكُفَّارِ وَالظَّلَمَةِ وَالْفُجَّارِ مِنْ أَهْلِ الْخِلَافِ لِرَسُولِ اللهِ (صلی اللہ علیہ و آلہ) وَالْمُوَلِّي عَنْ طَاعَتِهِمَا، مِمَّا كَانَ فِي أَيْدِيهِمْ ظَلَمُوا فِيهِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَهْلِ هَٰذِهِ الصِّفَاتِ وَغَلَبُوهُمْ عَلَيْهِ، مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ (صلی اللہ علیہ و آلہ) فَهُوَ حَقُّهُمْ أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ۔

پس جو کچھ دنیا میں مشرکین، کفار، ظالموں اور فاسقوں کے ہاتھ میں ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والے ہیں اور ان کی اطاعت سے منہ موڑنے والے ہیں، وہ سب ان مومنین کا حق تھا جن کی صفات قرآن نے بیان کی ہیں، اور ان پر ظلم کر کے وہ ان سے چھین لیا گیا۔

پس جو کچھ اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر فیء (مالِ غنیمت) کے طور پر لوٹایا، وہ انہی مومنین کا حق ہے، اور اللہ نے انہیں ان کا حق واپس لوٹایا۔

وَإِنَّمَا مَعْنَى الْفَيْءِ كُلُّ مَا صَارَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ رَجَعَ، مِمَّا كَانَ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ أَوْ فِيهِ. فَمَا رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ، فَقَدْ فَاءَ۔

فی ء کا مطلب وہ تمام چیزیں ہیں جو پہلے مشرکین کے ہاتھ میں چلی گئیں اور پھر واپس آ گئیں، وہ چاہے کسی غلبے کے ذریعے ان کے قبضے میں گئی ہوں یا کسی اور ذریعے سے۔ پس جو چیز بھی اپنے اصل مقام پر واپس آجائے، وہ فی ء کہلاتی ہے۔

کون قتال کا مستحق نہیں؟

وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُسْتَكْمِلًا لِشَرَائِطِ الْإِيمَانِ فَهُوَ ظَالِمٌ، مِمَّنْ يَبْغِي وَيَجِبُ جِهَادُهُ حَتَّى يَتُوبَ! وَلَيْسَ مِثْلُهُ مَأْذُونًا لَهُ فِي الْجِهَادِ وَالدُّعَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، لِأَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الْمَظْلُومِينَ، الَّذِينَ أُذِنَ لَهُمْ فِي الْقُرْآنِ فِي الْقِتَالِ۔

اور اگر کوئی شخص شرائطِ ایمان کو مکمل طور پر پورا نہیں کرتا، تو وہ ظالم ہے، ان لوگوں میں سے ہے جو بغاوت کرتے ہیں، اور اس کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے! اور ایسا شخص نہ تو جہاد کا مستحق ہے اور نہ ہی اللہ کی طرف دعوت دینے کا؛ کیونکہ وہ ان مظلوم مومنین میں سے نہیں ہے جنہیں قرآن نے قتال کی اجازت دی ہے۔

فَلْيَتَّقِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدٌ، وَلَا يَغْتَرَّ بِالْأَمَانِيِّ الَّتِي نَهَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا، مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الْكَاذِبَةِ عَلَى اللهِ، الَّتِي يُكَذِّبُهَا الْقُرْآنُ، وَيَتَبَرَّأُ مِنْهَا وَمِنْ حَمَلَتِهَا وَرُوَاتِهَا[1]۔

پس ہر بندے کو چاہیے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے، اور ان جھوٹی امیدوں میں نہ پڑے جن سے اللہ نے روکا ہے، اور ان جھوٹی روایات پر نہ چلے جو اللہ پر جھوٹ باندھتی ہیں؛ کیونکہ قرآن انہیں جھٹلاتا ہے اور ان کے بیان کرنے والوں اور ان کے راویوں سے برائت کا اعلان کرتا ہے۔

[1] الکافی، ۵/۱۳

میں کہتا ہوں: یہ حدیث واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ لوگوں کو دینِ الٰہی کی طرف بلانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابت کا ایک منصب ہے، جو کسی مخصوص نص (الٰہی حکم) کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ کوئی ایسا عمل نہیں جسے کوئی بھی شخص از خود، بطور نیکی یا ذاتی کوشش کے طور پر انجام دے سکے۔

حقوقی نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو دعوتِ دین درحقیقت بندوں کے حقوق، ان کی جانوں اور ان کے اموال میں تصرف کا معاملہ ہے، اور اس کے لیے مالکِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے قانونی اجازت درکار ہے۔

اسی حقیقت کو امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنی وصیت میں کمیل بن زیاد رحمہ اللہ کے سامنے واضح فرمایا، جیسا کہ تحف العقول اور بشارۃ المصطفی میں منقول ہے۔ اس میں آیا ہے:

یَا کُمَیْلُ، أَرَأَیْتَ لَوْ أَنَّ اللهَ لَمْ یُظْهِرْ نَبِیًّا، وَکَانَ فِی الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ، أَکَانَ فِی دُعَائِهِ إِلَى اللهِ مُخْطِئًا أَوْ مُصِیبًا؟ بَلْ وَاللهِ مُخْطِئًا حَتَّى یُنَصِّبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَیُؤَهِّلَهُ۔

اے کمیل! بتاؤ، اگر اللہ نے کوئی نبی ظاہر نہ کیا ہو، اور زمین پر کوئی مؤمن متقی موجود ہو، تو کیا وہ اگر اللہ کی طرف دعوت دے تو درست ہو گا یا غلط؟ "خدا کی قسم! وہ غلط ہو گا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل اسے اس کام کے لیے مقرر کرے اور اسے اس کا اہل بنائے!"

یہاں امیر المؤمنین علیہ السلام کے الفاظ "یُنَصِّبَهُ" (اسے نصب کرے) اور "یُؤَهِّلَهُ" (اسے اہل بنائے) پر غور کرنا چاہیے۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ دعوتِ الی اللہ ایک منصب ہے، جو بغیر الٰہی اجازت کے جائز نہیں۔

یہ ایک ایسا منصب ہے جو اللہ تعالیٰ صرف اس شخص کو عطا کرتا ہے جسے وہ خاص طور پر اس کا اہل بنائے؛ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی نمائندہ ہو، لوگوں کے ساتھ رحمت اور ہمدردی کا معاملہ کرے، اور محض قیادت کا خواہاں نہ ہو۔ وہ ایسا نہ ہو کہ دعوت کے نام پر لوگوں کو کسی مخصوص تنظیم یا جماعت کا رکن بنانے کی کوشش کرے، جیسا کہ بعض تحریکوں کے ارکان کرتے ہیں۔

اس وجہ سے ہمارے فقہاء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ شرعی قیادت صرف امام معصوم علیہ السلام کے لیے ہے، اور ان علیہ السلام کے بعد فقیہ جامع الشرائط کے لیے ہے، فقیہ کے اختیارات وہی ہوں گے جو معصوم علیہ السلام نے ان کے لیے مقرر کیے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔

بلکہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں نے بھی روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حق کو امت کے سب سے زیادہ عالم اور فقیہ شخص کے لیے مخصوص کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ضَرَبَ النَّاسَ بِسَيْفِهِ وَدَعَاهُمْ إِلَى نَفْسِهِ، وَفِيهِمْ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ، فَهُوَ ضَالٌّ مُتَكَلِّفٌ[1]۔

جس نے لوگوں پر اپنی تلوار سے حملہ کیا اور انہیں اپنی طرف بلایا، حالانکہ مسلمانوں میں اس سے زیادہ علم والے موجود تھے، تو وہ گمراہ اور بناوٹی ہے۔

اور ابن قدامہ کی "المغنی" (۲/۲۰) میں احمد بن حنبل کا ایک خط روایت کیا ہے: اگر کوئی شخص لوگوں کی امامت کرے اور ان میں اس سے بہتر شخص موجود ہو، تو وہ ہمیشہ پستی میں رہیں گے۔

نیز "طبقات الحنابلۃ" (۱/۳۵۹) میں ہے: اور یہ مسلمانوں پر ایک واجب حق ہے کہ وہ اپنے بہترین لوگوں، اہل دین اور فضیلت والوں، اور اللہ تعالیٰ کے علم والوں کو پیش کریں، جو اللہ عزوجل سے ڈرتے ہیں اور اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے:

إِذَا أَمَّ بِالقَوْمِ رَجُلٌ وَخَلْفَهُ مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ، لَمْ يَزَالُوا فِي سِفَالٍ۔

اگر کوئی شخص لوگوں کی امامت کرے اور اس کے پیچھے اس سے بہتر شخص موجود ہو، تو وہ ہمیشہ پستی میں رہیں گے۔ نیز سیوطی نے "الفتح الکبیر" (۳/۱۶) میں اسے روایت کیا ہے۔

نیز نووی کے "مجموع" (۱/۴۱) میں ہے: امام مالک نے کہا: کسی شخص کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ وہ کسی چیز کا اہل ہے، جب تک کہ وہ اس سے زیادہ عالم سے نہ پوچھ لے۔

نیز عبد الرزاق کی "المصنف" (۵/۴۴۵) میں ایک صحیح سند کے ساتھ روایت ہے:

---

[1] الکافی: ۵/۲۷

مَنْ دَعَا إِلَىٰ إِمَارَةِ نَفْسِهِ أَوْ غَيْرِهِ مِنْ غَيْرِ مَشُورَةِ الْمُسْلِمِينَ، فَلَا يَحِلُّ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَقْتُلُوهُ۔

جس نے مسلمانوں کی مشورے کے بغیر اپنی یا کسی اور کی امارت کی طرف دعوت دی، تو تمہارے لیے حلال نہیں ہے مگر یہ کہ تم اسے قتل کر دو۔

اس بنیاد پر، شیعہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اسلام کی طرف دعوت دینے کی شرعی حیثیت جامع الشرائط مرجع (وہ فقیہ جو تمام شرائط پر پورا اترتا ہو) سے حاصل کریں، ورنہ ان کے عمل کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوگی!

اور اہل سنت پر لازم ہے کہ وہ اپنی دعوت کی شرعی حیثیت اپنے مذاہب کے سب سے زیادہ عالم فقہاء سے حاصل کریں، پھر اہل حل و عقد (مسلمانوں کے نمایاں اور بااثر افراد) کی بیعت (رضامندی) حاصل کریں، ورنہ ان کے عمل کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوگی!

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے اصل داعی

السلامُ عَلَيْكَ يَا دَاعِيَ اللهِ:

اس سے مراد یہ ہے کہ امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی طرف بلانے کے لیے منتخب کیا ہے، جسے اللہ یہ مقام عطا کرتا ہے اور اسے یہ ذمہ داری سونپتا ہے، لازماً اسے دعوت دینے کے تمام وسائل اور صلاحیتیں بھی عطا کرتا ہے، جیسے علم اور دیگر خصوصیات؛ اسی لیے امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو "مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف" کہا گیا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان تمام چیزوں کی رہنمائی فراہم کرتا ہے جو لوگوں کی رہنمائی کے لیے ضروری ہیں۔

اسی طرح، آئمہ اثنا عشری علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دینے والے رسمی نمائندے ہیں۔ جیسے کہ زیارت جامعہ میں ذکر ہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَئِمَّةَ الدُّعَاةِ، وَالْقَادَةَ الْهُدَاةِ۔

سلام ہو تم پر اے دعوت دینے والے اماموں، اور ہدایت دینے والے قائدو۔

آئمہ علیہم السلام کی دعوت تعالیٰ کی طرف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کا تسلسل ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ آئمہ علیہم السلام کو اپنا خلیفہ بنائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سب سے بڑے داعی ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللهِ.. وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ[1]۔

اے ہماری قوم! اللہ کے داعی کی دعوت کو قبول کرو... اور جو اللہ کے داعی کی دعوت قبول نہ کرے، وہ زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا۔

بے شک، آئمہ علیہم السلام اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں، جیسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد انہیں خلافت دی تھی، اور ایمان والے دراصل اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام کی اجازت سے، اور جو ان کی جانب سے نمائندگی کرتا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ سب سے بڑے داعی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کے بعد آئمہ علیہم السلام جو اُن کی عترت سے ہیں، وہ بھی اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ تمام داعیٔ دین جو نسلوں کے مختلف ادوار میں آئے ہیں، انہیں لازماً اس داعی سے اجازت حاصل ہونی چاہیے جو اللہ کی طرف سے اجازت یافتہ ہو اور وہ اللہ کی دعوت دیتے ہوں۔

ہم امام محمد بن علی الباقر علیہ السلام کی سعد بن عبد اللہ اشعری قمی رحمہ اللہ کے نام ایک مکتوب میں جو کتاب "کافی" کی جلد ۸ صفحہ ۵۶ پر موجود ہے، میں پڑھتے ہیں، جس میں آپ علیہ السلام آئمہ علیہم السلام کو اللہ کی طرف دعوت دینے والے قرار دیتے ہیں:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ فِي كُلِّ مَنَ الرُّسُلِ بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، يَدْعُونَ مَنْ ضَلَّ إِلَى الْهُدَىٰ، وَيَصْبِرُونَ مَعَهُمْ عَلَى الْأَذَىٰ، يُجِيبُونَ دَاعِيَ اللهِ، وَيَدْعُونَ إِلَى اللهِ. فَأَبْصِرْهُمْ رَحِمَكَ اللهُ فَإِنَّهُمْ فِي مَنْزِلَةٍ رَفِيعَةٍ، وَإِنْ أَصَابَتْهُمْ فِي الدُّنْيَا وَضِيعَةٌ، إِنَّهُمْ يُحْيُونَ بِكِتَابِ اللهِ الْمَوْتَىٰ، وَيُبْصِرُونَ بِنُورِ اللهِ مِنَ الْعَمَىٰ، كَمْ مِنْ

---

[1] الأحقاف: ۳۲-۳۱

قَتِيلٍ لِإِبْلِيسَ قَدْ أَحْيَوْهُ، وَكَمْ مِنْ تَائِهٍ ضَالٍّ قَدْ هَدَوْهُ، يُبْذِلُونَ دِمَاءَهُمْ دُونَ هَلَكَةِ الْعِبَادِ، وَمَا أَحْسَنَ أَثَرَهُمْ عَلَى الْعِبَادِ، وَأَقْبَحَ آثَارَ الْعِبَادِ عَلَيْهِمْ۔

بے شک اللہ عزوجل نے ہر رسول کے بعد علم کے کچھ باقیات (باقی رہنے والے) چھوڑے ہیں، جو گمراہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتے ہیں، اور ان کے ساتھ تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے داعی کی پکار کو سنتے ہیں اور اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پس اے اللہ کے بندے! انہیں دیکھو، اللہ تم پر رحم کرے؛ کیونکہ وہ بلند مقام پر ہیں، اگرچہ دنیا میں انہیں ذلیل کیا جاتا ہے۔ وہ اللہ کی کتاب کے ذریعے مردوں کو زندہ کرتے ہیں، اور اللہ کے نور سے اندھوں کو بینائی دیتے ہیں۔ کتنے ہی شیطان کے ہاتھوں مارے گئے لوگوں کو انہوں نے زندہ کیا، اور کتنے ہی گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو انہوں نے ہدایت دی۔ وہ بندوں کی ہلاکت کو روکنے کے لیے اپنا خون بہاتے ہیں۔ بندوں پر ان کے اثرات کتنے اچھے ہیں، اور ان پر بندوں کے اثرات کتنے برے ہیں۔

امام علیہ السلام کا فرماتے ہیں کہ: "وہ اللہ کے داعی کی پکار سنتے ہیں"، یہاں "داعی" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ "وہ علیہ السلام اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں"، آئمہ علیہم السلام کے لئے داعی کی منصب کی ترتیب کو ظاہر کرتا ہے۔

اللہ کی طرف دعوت دینا ایک ربانی منصب ہے، جو اس پر نص (یعنی واضح حکم) سے ثابت ہوتا ہے، یا پھر اس شخص کے ذریعے جس کے بارے میں نص موجود ہو۔ جو شخص اس منصب کا دعویٰ کرے بغیر اس کے حق میں نص یا اجازت کے، وہ جھوٹا ہے، جیسے کہ نبوت یا امامت کا دعویٰ کرنے والا۔ "اللہ کی طرف دعوت دینے والا" سے مراد اصل داعی ہوتا ہے، تاکہ اسے ان افراد سے الگ کیا جا سکے جو اس کی اجازت سے دعوت دیتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ[1]

---

[1] آل عمران ۱۰۴

تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلے کا حکم دے اور برے سے روکے

اس قاعدے کے مطابق ہونا چاہیے، اور یہ امر اُن لوگوں کے لیے ہے جنہیں اجازت دی گئی ہو، یا پھر یہ حکم ہے کہ انہیں ان سے اجازت لینی چاہیے۔

اور جہاں تک اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کے مقابلے میں جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ[1]۔

اور ہم نے انہیں رہنما بنایا جو لوگوں کو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ، جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف دعوت دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ[2]۔

اور تم ان لوگوں کو برا مت کہو جو اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی طرف دعوت دیتے ہیں، کہ وہ اللہ کو برا بھلا کہیں گے۔

آخر میں، جو اللہ کی طرف دعوت دینے والا اللہ کی اجازت کے بغیر دعوت دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ[3]۔

اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا اس کی اجازت سے۔

دعوتِ امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف عالمی سطح پر

امامِ مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی امامت اور اسلام کی طرف دعوت آپ کے والد امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو بچپن میں ہی حکومت عطا کی اور آپ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اس وقت اقتدار

---

[1] القصص ۴۱

[2] الأنعام ۱۰۸

[3] النساء ۹۵

سے چھپ کر اپنے شیعوں کی رہنمائی اپنے سفیروں کے ذریعے کرتے تھے۔ آپ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اس حالت میں تینتالیس سال تک رہے، یہاں تک کہ غیبتِ تامہ واقع ہوئی، جسے غیبتِ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

آپ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہمیشہ اور اب بھی اپنے رب کے حکم کے مطابق عمل کر رہے ہیں، حضرت خضر علیہ السلام اور اپنے خاص اصحابؓ کے ساتھ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو ظہور کی اجازت دے اور پھر آپ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف دنیا کو اسلام کی دعوت دیں گے اور زمین پر عدلِ الٰہی کی حکومت قائم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کا مقام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ[1]۔

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اُس کے نور کی مثال ایک مشکاۃ کی مانند ہے جس میں ایک چراغ ہے، وہ چراغ ایک شیشے میں ہے، اور وہ شیشہ گویا ایک درخشاں ستارے کی طرح ہے، جو ایک مبارک زیتون کے درخت سے جلایا جاتا ہے، نہ مشرقی ہے نہ مغربی، اس کا تیل تقریباً ایسا ہے کہ وہ بغیر آگ لگائے ہی روشنی دے، نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی ہدایت جسے چاہے دے، اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ اُن گھروں میں ہے جنہیں اللہ نے بلند کرنے کی اجازت دی ہے اور جن میں اس کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔

---

[1] النور:۳۵-۳۶

یہ نور ہمیشہ انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے گھروں میں موجود ہوتا ہے، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انس بن مالک اور بریدۃ روایت کرتے ہیں:

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللهُ أَنْ تُرْفَعَ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيُّ بُيُوتٍ هَذِهِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: بُيُوتُ الْأَنْبِيَاءِ. فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُوبَكْرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا الْبَيْتُ مِنْهَا لِبَيْتِ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ مِنْ أَفَاضِلِهَا[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللهُ أَنْ تُرْفَعَ، تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یہ کون سے گھر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ انبیاء علیہم السلام کے گھر ہیں''۔ پھر حضرت ابو بکر نے کھڑے ہو کر سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ گھر علی اور فاطمہ علیہما السلام کا گھر بھی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''، یہ ان گھروں میں سے ایک ہے جو سب سے افضل ہے۔

یہ اسی بات کا اظہار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثقلین کے بارے میں فرمایا:

وَقَدْ نَبَّأَنِي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

لطیف و خبیر (اللہ) نے مجھے خبر دی کہ یہ دونوں (یعنی قرآن و اہل البیت علیہم السلام) جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔

نیز امام صادق علیہ السلام کا قول بھی اسی پر دلالت کرتا ہے:

لَوْ بَقِيَتِ الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ لَسَاخَتْ[2]۔

اگر زمین پر امام علیہ السلام نہ ہو تو وہ غرق ہو جائے۔

یہ ایک اور تعبیر ہے اس نظریہ ''فیض الہی'' کی جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انعام اور عطا انسانوں تک زمین پر اس کے نور کے مرکز، یعنی امام علیہ السلام کے ذریعے پہنچتا ہے۔

---

[1] الدر المنثور: ۵/۵۰

[2] الکافی: ۱/۱۷۹

اس تمام تر مقام و مرتبہ کو دیکھتے ہوئے، ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے داعی علیہ السلام کا مقام کتنا عظیم ہے۔ جب آپ کسی کو اپنے پیغام کے لیے بھیجتے ہیں، تو آپ اُس شخص کو منتخب کرتے ہیں جو آپ کی بہترین صفات کی نمائندگی کرے؛ تاکہ وہ لوگوں کو آپ سے محبت دلائے اور آپ کا پیغام مؤثر طریقے سے پہنچائے۔ تو اللہ تعالیٰ جو کہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اپنے داعی علیہ السلام کو کس قدر عظیم صفات سے نوازے گا، جو اس کے پیغام کو زمین پر پھیلانے اور لوگوں تک پہنچانے کے لیے منتخب ہوتا ہے؟!

یقیناً اللہ تعالیٰ کا نمائندہ (دینی رہنما) وہ شخصیت ہونی چاہیے جو اللہ اور اس کے بندوں کو سب سے زیادہ محبوب ہو، جو اللہ کی طرف سے علم و فہم حاصل کرنے کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتی ہو، لوگوں کو سمجھنے اور انہیں سمجھانے کی قدرت رکھتی ہو، اور انسانی معاشرے کی ساخت اور اس کے قوانین کو بخوبی جانتی ہو۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی زمین پر اپنا خلیفہ اور اپنے بندوں کے درمیان حاکم مقرر کرتا ہے، تو وہ لازماً اسے اس کے مشن کی کامیابی کے تمام ضروری اسباب عطا کرتا ہے۔ ان اسباب میں سب سے پہلا اور اہم ذریعہ، اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوقات کا علم، فطرت کا علم، اور وہ تمام علوم ہوتے ہیں جن کی انسانیت کو ضرورت ہے۔

بلکہ روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کو ان کے زمانے میں وہ علوم الہام فرماتا ہے جن کی انہیں ضرورت ہو۔

حضرت علی علیہ السلام نے امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بارے میں فرمایا:

وَيَقْذِفُ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ الْعِلْمَ، فَلَا يَحْتَاجُ مُؤْمِنٌ إِلَى مَا عِنْدَ أَخِيهِ مِنَ الْعِلْمِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْوِيلُ هٰذِهِ الْآيَةِ: يُغْنِ اللهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ، وَكَانَ اللهُ وَاسِعًا حَكِيمًا[1]۔

---

[1] مختصر البصائر، صفحہ ۲۱۰

اللہ مؤمنین کے دلوں میں علم ڈال دے گا، یہاں تک کہ کوئی مؤمن اپنے بھائی کے علم کا محتاج نہیں رہے گا۔ یہی اس آیت کی تفسیر ہے: "اللہ ہر ایک کو اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا، اور اللہ بڑی وسعت والا، حکمت والا ہے"۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَسْتَغْنِي النَّاسُ عَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَنُورِ الْقَمَرِ، وَيَجْتَزِؤُنَ بِنُورِ الْإِمَامِ علیہ السلام[1]۔

لوگ سورج کی روشنی اور چاند کی نورانیت کے محتاج نہیں رہیں گے، بلکہ وہ امام علیہ السلام کے نور سے کفایت کریں گے۔

اس قول کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ سورج کی روشنی کے بجائے، امام علیہ السلام کے فراہم کردہ نور سے استفادہ کریں گے۔

(۳) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دَاعِيَ اللهِ وَرَبَّانِيَّ آيَاتِهِ۔ اللہ کے داعی اور آیاتِ الٰہی کے ربانی عالم پر سلام ہو۔

اللہ کے ولی اور داعی کو "رَبَّانِيَّ آيَاتِهِ" کہا گیا ہے، یعنی وہ اللہ کی آیات کا حامل و محافظ ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور معجزات موجود ہوتے ہیں۔ جب وہ ان کی ضرورت محسوس کرے یا اللہ کا حکم ہو، تو اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی دعا قبول کرتے ہوئے ان آیات کو ظاہر فرما دیتا ہے۔ یہ بھی مراد ہے کہ وہ آیاتِ الٰہی کا ربانی ماہر و مفسر ہوتا ہے، جو ان کی لوگوں کو تفہیم دیتا ہے، اور جب موقع ہو تو اپنے رب سے انہیں طلب بھی کرتا ہے۔

[1] تفسیر قمی، جلد ۲، صفحہ ۲۵۳

الرَّبَّانِيُّونَ وَالرِّبِّيُّونَ وَالْعَالِمُ الرَّبَّانِيُّ

قرآن کریم میں الرَّبَّانِيِّينَ کا ذکر ان علماء کے وصف میں آیا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد شریعت کے امین ہوتے ہیں۔ یہ ربانی علماء دو قسم کے ہوتے ہیں:

وہ جو حق کے مطابق حکم کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے روکتے ہیں۔

وہ جو کوتاہی کرتے ہیں اور گناہوں سے نہیں روکتے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ[1]۔

ہم نے تورات نازل کی، جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اس کے مطابق انبیاء، ربانی علماء اور احبار یہود کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے، کیونکہ ان کو اللہ کی کتاب پر محافظ بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ بھی تھے۔ پس لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو، اور میری آیات کو تھوڑی قیمت پر فروخت نہ کرو، اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے، وہی کافر ہیں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ[2]۔

کاش کہ ربانی علماء اور احبار انہیں گناہ کی بات کہنے اور ناجائز مال کھانے سے روکتے! یقیناً وہ بہت برا کام کر رہے تھے۔

---

[1] سورۃ المائدہ، آیت ۴۴

[2] سورۃ المائدہ، آیت ۶۳

حضرت علی علیہ السلام نے اس بات کی نشاندہی فرمائی کہ گزشتہ اقوام کی ہلاکت کا سبب یہی تھا کہ جب انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو ان کے ربانی علماء اور احبار نے انہیں منع نہیں کیا۔ جب وہ مسلسل گناہوں میں مبتلا رہے اور علماء نے خاموشی اختیار کیے رکھی، تو ان پر اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَيْثُمَا عَمِلُوا مِنَ الْمَعَاصِي وَلَمْ يَنْهَهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ ذٰلِكَ، وَإِنَّهُمْ لَمَّا تَمَادَوْا فِي الْمَعَاصِي، وَلَمْ يَنْهَهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ ذٰلِكَ، نَزَلَتْ بِهِمُ الْعُقُوبَاتُ[1]۔

تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے، اس کا سبب یہ تھا کہ وہ گناہ کرتے رہے اور ربانی علماء و احبار نے انہیں اس سے نہیں روکا۔ جب وہ گناہوں میں آگے بڑھتے گئے اور علماء خاموش رہے، تو ان پر عذاب نازل ہوا۔

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ربانی علماء اللہ کی طرف سے دین کے محافظ اور امین مقرر کیے گئے تھے، مگر ان میں سے بعض نے اپنی ذمہ داری کو نبھایا اور بعض نے کوتاہی کی، جس پر وہ ملامت اور سزا کے مستحق قرار پائے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں الرِّبِّيُّونَ کی اصطلاح کو ان مؤمنین کے لیے مخصوص فرمایا جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ میدانِ جنگ میں لڑے۔ یہ الرَّبَّانِيِّينَ سے زیادہ خاص اور فضیلت والا وصف ہے، کیونکہ یہ صرف ان لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو تعریف کے لائق ہوں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

وَكَأَيِّنْ مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ[2]۔

---

[1] الکافی، ج۵، ص۵۷

[2] سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۶

اور کتنے ہی نبی ایسے گزرے جن کے ساتھ بہت سے رِبِّیّ (اللہ کے جانباز اور ربانی) لوگوں نے جنگ کی، پس وہ اللہ کے راستے میں پہنچنے والی تکلیفوں کے باعث نہ کمزور ہوئے، نہ بزدلی دکھائی اور نہ جھکے، اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

پس الرِّبِّیُّونَ دراصل الرَّبَّانِیِّینَ کی منتخب اور ممتاز جماعت ہے، جو اللہ کے لیے اپنے علم، اخلاص اور قربانی میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ روایات میں "عَالِمٌ رَبَّانِیٌّ" کا وصف معصوم علیہ السلام کے لیے استعمال ہوا ہے، جو کہ محض ربانی یا مجاہد ربّی سے بھی افضل ہوتا ہے۔ جیسا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا:

النَّاسُ ثَلَاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَبَّانِيٌّ، وَمُتَعَلِّمٌ عَلَىٰ سَبِيلِ نَجَاةٍ، وَهَمَجٌ رَعَاعٌ، أَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ، يَمِيلُونَ مَعَ كُلِّ رِيحٍ، لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِنُورِ الْعِلْمِ، وَلَمْ يَلْجَئُوا إِلَىٰ رُكْنٍ وَثِيقٍ[1]۔

انسان تین اقسام کے ہوتے ہیں: ایک ربانی عالم، دوسرا ایسا متعلم جو نجات کے راستے پر ہے، اور تیسرا گروہ بے شعور ہجوم کا ہوتا ہے، جو ہر آواز کے پیچھے چل پڑتا ہے، اور ہر ہوا کے رخ کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ نہ انہوں نے علم کے نور سے روشنی حاصل کی، اور نہ ہی کسی مضبوط سہارے کا سہارا لیا۔

"عَالِمٌ رَبَّانِیٌّ" وہ ہے جسے علم براہِ راست رب تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہو۔ بعض نے اس کی تفسیر فقہاء یا راویوں کے ساتھ کی ہے، لیکن درست یہی ہے کہ فقہاء اور مؤمنین تو خود "نجات کے راستے پر متعلم" ہوتے ہیں، نہ کہ ربانی عالم۔

اسی حقیقت کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہشام بن حکم سے فرمایا:

وَلَا عِلْمَ إِلَّا مِنْ عَالِمٍ رَبَّانِيٍّ، وَمَعْرِفَةُ الْعِلْمِ بِالْعَقْلِ[2]۔

علم صرف ربانی عالم سے حاصل ہوتا ہے، اور علم کی پہچان عقل کے ذریعے ہوتی ہے۔

---

[1] نہج البلاغہ، خطبہ ۴، حکمت ۳۶

[2] الکافی، ج ۱، ص ۱۷

اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَلْيُشَرِّقِ الْحَكَمُ وَلْيُغَرِّبْ، أَمَا وَاللهِ لَا يُصِيبُ الْعِلْمَ إِلَّا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ نَزَلَ عَلَيْهِمْ جِبْرَئِيلُ[1]۔

"چاہے حکم مشرق چلا جائے یا مغرب، خدا کی قسم! علم صرف انہی اہل بیت علیہم السلام سے حاصل ہو گا جن پر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوا۔"

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اسی آخری معنی میں ربانی ہیں، کیونکہ ان کا علم رب تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہے، اور وہ علم ہمیشہ تجدید پانے والا اور مسلسل جاری رہنے والا ہے۔ چونکہ وہ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں، لہٰذا ان کی معرفت ہر اس شے تک پہنچتی ہے جس کی انہیں یا انسانیت کو ضرورت ہو۔ پس وہ ربانی ہیں:

- اپنے علم میں
- اپنے سلوک میں
- اور آیاتِ الٰہی کے ربانی ہونے کے لحاظ سے بھی

یعنی وہ ان آیات کے مالک، راستہ دکھانے والے، لانے والے، اور ماہر و خبیر ہیں۔

آیاتِ الٰہی کا مفہوم

آیاتِ الٰہی کا مطلب صرف قرآنی آیات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جانے والی نشانیوں، علامتوں، دلائل، اور معجزات پر بھی ہوتا ہے۔

مشہور لغوی عالم راغب اصفہانی نے اپنی لغت المفردات میں کہا:

الآيَةُ: هِيَ العَلَامَةُ الظَّاهِرَةُ، وَحَقِيقَتُهَا لِكُلِّ شَيْءٍ ظَاهِرٍ، وَهُوَ مُلَازِمٌ لِشَيْءٍ لَا يَظْهَرُ ظُهُورَهُ۔

آیت کا مطلب ہے: ظاہر اور نمایاں علامت، اور اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر وہ چیز ہے جو خود ظاہر ہو مگر کسی اور غیر ظاہری حقیقت کی طرف اشارہ کرے۔

---

[1] الکافی، ج ۱، ص ۴۰۰

صحیح تر مفہوم کے مطابق آیت ایک ایسی علامت ہوتی ہے جو کسی حقیقت پر "قابلِ قناعت انداز" میں دلالت کرے۔

ماہر لغوی خلیل بن احمدؒ کے نزدیک آیت کی اصل "أأيَة" ہے، جس میں الف کو یاء میں بدلا گیا پھر لفظ "آيَة" بنا، جیسے "رَايَة" اور "غَايَة"۔

سیبویہ کے مطابق اس کی اصل لفظ "أَوِيَّة" تھا۔ اس کی جمع: آیٌ، آیاتٌ، آیایٌ، آیاءٌ۔

یہ تنوع خود آیت کے مفہوم کی وسعت کو ظاہر کرتا ہے۔

روایات میں "آیت" کا استعمال معجزے یا علامت کے طور پر بھی ہوا ہے، جیسا کہ حدیثِ معراج میں آتا ہے:

وَ آيَةُ ذٰلِكَ أَنِّي مَرَرْتُ بِعِيرٍ لِأَبِي سُفْيَانَ عَلَىٰ مَاءٍ لِبَنِي فُلَانٍ وَقَدْ أَضَلُّوا جَمَلًا[1]۔

اور اس کی نشانی یہ ہے کہ میں ابوسفیان کے قافلے کے پاس سے گزرا جو فلاں قبیلے کے چشمے پر تھا، اور ان کا ایک اونٹ گم ہو چکا تھا۔

اسی طرح خوارج کی ایک نشانی کے طور پر فرمایا:

آيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا أَسْوَدَ مُخْدَّجًا[2]۔

ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے درمیان ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کے جسم پر مخصوص نشان ہوں گے۔

قرآن کریم میں "آیت" اور اس کی جمع کے استعمالات: آیہ (مفرد) ۸۴ بار، آیات ۱۴۸ بار، آیاتنا ۹۲ بار، آیاتہ ۷۳ بار۔ اور بھی کئی صیغوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہ کثرت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن میں "آیات" کا مفہوم بہت وسیع اور متعدد مصادیق کا حامل ہے۔

---

[1] الکافی، ج۸، ص۳۶۴

[2] مسند أحمد، ج۱، ص۸۸

آیاتِ الٰہی کی اقسام اور ان کی تلاوت: قرآن نے جہاں آیات کی اقسام بیان کی ہیں، وہیں یہ بھی بتایا ہے کہ یہ آیات لوگوں پر کس طرح تلاوت کی جاتی ہیں۔

اللہ کی آیات کی اقسام اور ان کی تلاوت کرنے والوں کی اقسام

اللہ تعالیٰ ان آیات کو اپنے رسولوں پر تلاوت فرماتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

تِلْكَ آيَاتُ اللهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ[1]۔

یہ اللہ کی آیات ہیں، ہم انہیں آپ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

الرسل اور دیگر افراد کی طرف سے آیاتِ الٰہی کی تلاوت: قرآن مجید میں واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے علاوہ دوسرے مؤمنین بھی آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ آیات لوگوں پر حجت ہوتی ہیں اور ان کی مختلف اقسام ہیں۔

وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ[2]۔

اور ان میں ایک رسول بھیج، جو انہی میں سے ہو، جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔

يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا[3]۔

وہ ان لوگوں پر حملہ آور ہونے کو ہیں جو ان پر ہماری آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ[4]۔

بلکہ یہ (قرآن) تو کھلی کھلی آیات ہیں، جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم عطا کیا گیا ہے۔

---

[1] سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۲

[2] سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۹

[3] سورۃ الحج، آیت ۷۲

[4] سورۃ العنکبوت، آیت ۴۹

آیاتِ الٰہی کی اقسام:

قرآن مجید میں آیات کی مختلف اقسام کا ذکر کیا گیا ہے:

مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ[1]۔

کچھ آیات محکم (واضح اور قطعی) ہیں، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں، اور کچھ متشابہات (باہمی مشابہ)۔

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ[2]۔

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیات کو پہلے مضبوطی سے مرتب کیا گیا، پھر تفصیل سے بیان کیا گیا۔

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً[3]۔

پھر جب ہماری روشن کرنے والی آیات ان کے پاس آئیں...

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ[4]۔

اس میں کھلی نشانیاں ہیں، جیسے مقامِ ابراہیم۔

لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى[5]۔

یقیناً اُس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی۔

اور ان آیات میں سے بعض آیات لوگوں کی مختلف اقسام کے لیے مخصوص ہیں:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ[6]۔

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق، اور دن ورات کے بدلنے میں اہلِ عقل کے لیے نشانیاں ہیں۔

---

[1] سورۃ آل عمران، آیت ۷

[2] سورۃ ہود، آیت ۱

[3] سورۃ النمل، آیت ۱۳

[4] سورۃ آل عمران، آیت ۹۷

[5] سورۃ النجم، آیت ۱۸

[6] سورۃ آل عمران، آیت ۱۹۰

لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ[1]۔

یقیناً اس میں بصیرت رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ[2]۔

یقیناً اس میں عقل رکھنے والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔

لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ[3]۔

یقیناً اس میں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے نشانیاں ہیں۔

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ[4]۔

یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ[5]۔

اور ہم نے اس عورت (مریم) اور اس کے بیٹے کو دنیا والوں کے لیے نشانی بنا دیا۔

یہ تمام آیات مختلف طبقات اور اوصاف کے حامل انسانوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ[6]۔

اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف، یقیناً اس میں علم والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ[7]۔

---

[1] سورۃ الحجر، آیت ۷۵

[2] سورۃ الروم، آیت ۲۴

[3] سورۃ لقمان، آیت ۳۱

[4] سورۃ یونس، آیت ۵۷

[5] سورۃ الأنبیاء، آیت ۹۱

[6] سورۃ الروم، آیت ۲۲

[7] سورۃ فصلت، آیت ۵۳

ہم انہیں اپنی نشانیاں افق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفسوں میں بھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح نشانیاں دی گئیں:

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ[1]۔

یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں عطا کیں۔

روایت کے مطابق وہ نشانیاں یہ ہیں:

الطُّوفَانُ، وَالْجَرَادُ، وَالْقُمَّلُ، وَالضَّفَادِعُ، وَالدَّمُ، وَالْحَجَرُ، وَالْبَحْرُ، وَالْعَصَا، وَيَدُهُ[2]۔

یعنی: طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون، پتھر، سمندر، عصا، اور ان کا روشن ہاتھ۔

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ربانی آیاتِ الٰہی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: وہی وہ ہستی ہیں جو ان آیات کو لوگوں پر تلاوت کرتے ہیں، انہیں ان آیات کی تعلیم دیتے ہیں، ان کی تفسیر فرماتے ہیں، اور وہی ان آیات کے نگہبان و ذمہ دار (قَيِّم) بھی ہیں۔

(۴) السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَابَ اللهِ وَدَيَّانَ دِينِهِ۔ سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کا دروازہ اور اس کے دین کا نگہبان و قائم کرنے والے۔

یہ جملہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تک رسائی اور اس کے دین کو سمجھنے کا دروازہ معصوم امام علیہ السلام ہیں، اور انہی کے ذریعے اللہ کی صحیح پہچان اور عبادت ممکن ہے۔ دوسری طرف اسلامِ سُلطہ (یعنی حکومتی اثر سے تشکیل شدہ مذہبی تعبیر) یہ کہتا ہے: تم اللہ تعالیٰ کو کسی بھی راستے سے پہچان سکتے ہو، اور کسی بھی در سے اس کی عبادت و قربت حاصل کر سکتے ہو۔

لیکن مکتبِ اہلِ بیت علیہم السلام واضح اور دوٹوک پیغام دیتا ہے:

---

[1] سورۃ الإسراء، آیت ۱۰۱

[2] الخصال، ص ۴۲۴

اللہ تعالیٰ کی معرفت صرف ایک ہی راستے سے ممکن ہے، وہی راستہ صحیح اور ربّانی ہے، اس کے علاوہ تمام راستے گمراہی اور انحراف کا سبب ہیں۔ جن لوگوں نے اہلِ بیت علیہم السلام کے راستے کے علاوہ معرفتِ خدا کی کوشش کی، وہ تشبیہ (اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینے) اور تجسیم (اللہ کے لیے جسمانیت ماننے) جیسی گمراہیوں میں مبتلا ہوئے، نتیجتاً انہوں نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں اور ایک خیالی معبود کی عبادت کرتے رہے۔

اتباعِ سلطہ (یعنی حکومت کے تابع علماء اور عوام) یہ دعویٰ کرتے ہیں: تم اللہ کی عبادت اور اس کا قرب کسی بھی راہ سے حاصل کر سکتے ہو، کیونکہ "اللہ کی طرف راستے مخلوق کی سانسوں کی تعداد کے برابر ہیں"۔

جبکہ مکتبِ اہلِ بیت علیہم السلام اس کا رد کرتے ہوئے فرماتا ہے: صحیح راستہ صرف ایک ہے اور بس!

اگر تم اللہ کو پہچاننا چاہتے ہو تو اسی دروازے سے داخل ہو جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے۔ اور اگر اس کی عبادت چاہتے ہو تو اسی راستے سے چلو جو اس نے خود متعین فرمایا ہے۔

اگر تم کسی اور دروازے یا راستے سے داخل ہونے کی کوشش کروگے، تو تم وہم میں مبتلا ہوگے اور ہرگز اللہ تک نہیں پہنچ پاؤگے۔ کیونکہ معرفت اور عبادت صرف اسی طریقے سے معتبر ہے جس کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

اگر تم کسی اور دروازے یا راستے سے داخل ہونے کی کوشش کروگے، تو تم وہم میں مبتلا ہوگے اور ہرگز اللہ تک نہیں پہنچ پاؤگے۔ کیونکہ معرفت اور عبادت صرف اسی طریقے سے معتبر ہے جس کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بَابُ اللهِ الَّذِي لَا يُؤْتَىٰ إِلَّا مِنْهُ، وَسَبِيلُهُ الَّذِي مَنْ سَلَكَهُ وَصَلَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَذٰلِكَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَعْدِهِ، وَجَرَىٰ لِلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ، جَعَلَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَرْكَانَ الْأَرْضِ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا، وَعَمَدَ الْإِسْلَامِ، وَرَابِطَةً عَلَىٰ سَبِيلِ هُدَاهُ، لَا يَهْتَدِي هَادٍ إِلَّا بِهُدَاهُمْ، وَلَا يَضِلُّ خَارِجٌ مِنَ الْهُدَىٰ إِلَّا بِتَقْصِيرٍ عَنْ حَقِّهِمْ. أُمَنَاءُ اللهِ

عَلَىٰ مَا أَهْبَطَ مِنْ عِلْمٍ أَوْ عُذْرٍ أَوْ نُذْرٍ، وَالْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ عَلَىٰ مَنْ فِي الْأَرْضِ، يَجْرِي لِآخِرِهِمْ مِنَ اللهِ مِثْلُ الَّذِي جَرَىٰ لِأَوَّلِهِمْ، وَلَا يَصِلُ أَحَدٌ إِلَىٰ ذٰلِكَ إِلَّا بِعَوْنِ اللهِ[1]۔

"یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کا وہ دروازہ ہیں جس کے علاوہ کسی اور راستے سے اللہ تک رسائی ممکن نہیں، اور وہی اللہ کی راہ ہیں کہ جو اس پر چلے وہ اللہ تک پہنچ گیا۔ اسی طرح ان کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام اور پھر ہر امام علیہ السلام، ایک کے بعد دوسرا، یہی دروازہ اور راستہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے ان (آئمہ علیہم السلام) کو زمین کا ستون بنایا تاکہ وہ اپنی جگہ قائم رہے اور انسانوں پر نہ ڈھے جائے، اور اسلام کا ستون بنایا، اور ہدایت کے راستے کی رسی بنایا جس سے جُڑے بغیر کوئی ہدایت نہیں پا سکتا۔ نہ کوئی ہدایت پاتا ہے مگر ان کی ہدایت سے، اور جو ان سے دور ہو جاتا ہے، وہ صرف اسی لیے گمراہ ہوتا ہے کہ ان کے حق میں کوتاہی کرتا ہے۔ یہ سب اللہ کے امین ہیں اُس علم، عذر، یا انذار پر جو اُس نے زمین پر نازل کیا۔ یہی لوگ زمین پر اللہ کی اتم (مکمل) حجت ہیں۔ ان کے آخر میں آنے والے امام علیہ السلام کے لیے بھی وہی نظام اور برکت جاری ہے جو پہلے اماموں علیہ السلام کے لیے تھی۔ اور کوئی بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا، مگر اللہ کی مدد سے۔"

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے "بابُ اللہ" ہونے کا مفہوم

یہ لقب جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام کے لیے استعمال ہوا ہے، اس کے پانچ اہم پہلو ہیں:

۱. بابِ معرفتِ خدا

یہ اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک، اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے علم تک پہنچنے کا دروازہ ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی معرفت صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، اور ان کی نسلِ طاہرہ علیہم السلام کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ خاص طور پر توحید اور قرآن کے فہم میں۔

[1] الکافی: ۱/۱۹۸

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اس سلسلے کے نمائندہ، تسلسل، اور اس کے شارح ہیں، اور وہ اللہ واحد اور احد کی طرف دعوت دینے والے ہیں، جیسا کہ انہوں نے قرآن میں خود کو اسی صفت سے متعارف کرایا ہے۔

لہٰذا جب ہم کہتے ہیں: "السلام علیک یابابَ اللہ" تو اس کا مطلب ہوتا ہے: "سلام ہو آپ علیہ السلام پر، اے اللہ کی معرفت کا دروازہ؛ اُس کی ذات اور صفات کی ایسی درست اور پاکیزہ معرفت کا جو باطل، خطا، جہالت، تحریف، کجی اور خواہشات سے پاک ہو"۔

۲. بابِ شریعت و تعلیمِ دین

"بابُ اللہ" کہنے کا ایک اور مطلب یہ ہے کہ امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف دینی تعلیم اور احکامِ شریعت کو حاصل کرنے کا واحد جائز ذریعہ ہیں۔ جو شخص عقیدہ کے بعد دین، حلال و حرام، اور احکام کو جاننا چاہے، اس پر واجب ہے کہ وہ یہ سب امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور ان کے آباؤ اجداد علیہم السلام سے حاصل کرے، نہ کہ ان کے مخالفین سے۔

اگرچہ امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اس وقت غیبت میں ہیں، مگر ان سے دینی تعلیم لینا اس وقت ان کے سابقہ آئمہ علیہم السلام کے ذریعے ہوتا ہے۔ اور جب وہ ظہور فرمائیں گے، تب براہِ راست اور مکمل طور پر انہی سے علم لیا جائے گا۔

۳. بابِ فیض و عطائے الٰہی

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اللہ تعالیٰ کے عطائے خاص کا ذریعہ ہیں، کیونکہ وہ نورِ الٰہی ہیں جو زمین پر جاری و ساری ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ[1]۔

---

[1] النور: ۳۵

اللہ کے نور کی مثال ایک طاق جیسی ہے جس میں چراغ ہو؛ وہ چراغ ایک شیشے میں ہے، اور وہ شیشہ گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے، جو جلایا جاتا ہے ایک بابرکت زیتون کے درخت سے، جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔

۴. بابِ ولایت و امام کی معرفت:

"بابُ اللہ" اس معنی میں بھی ہے کہ امام علیہ السلام کی ولایت کا اقرار اور انتساب واجب ہے، کیونکہ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ پکارا جائے گا:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ[1]۔

"جس دن ہم ہر گروہ کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے"۔

لہٰذا امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی امامت کا عقیدہ رکھنا اور ان سے نسبت قائم کرنا نجات کے لیے ضروری ہے۔

۵. بابِ توسل و توجہ:

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف توجہ الی اللہ کا دروازہ بھی ہیں، یعنی ان کے ذریعے اللہ کی طرف توجہ کرنا اور ان کے وسیلے سے دعا کرنا، شرعی و دینی طور پر جائز ہے۔

یہی مفہوم اس روایت میں بیان ہوا:

إِذَا أَرَدْتُمُ التَّوَجُّهَ بِنَا إِلَى اللهِ، وَإِلَيْنَا، فَقُولُوا كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ، ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ

جب تم ہم اہل بیت علیہم السلام کے وسیلے سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا چاہو، اور ہماری طرف بھی رجوع کرنا چاہو، تو ایسے کہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سلام ہو آلِ یٰسین پر، یہی ہے کھلا ہوا فضل ہے۔

---

[1] الإسراء:۷۱

اسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام نے سکھایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ. يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى اللهِ رَبِّكَ وَرَبِّي لِيُنْجِحَ لِي طَلِبَتِي. اللَّهُمَّ بِنَبِيِّكَ أَنْجِحْ لِي طَلِبَتِي، بِمُحَمَّدٍ. ثُمَّ سَلْ حَاجَتَكَ[1]۔

اے اللہ! میں تیری طرف تیرے نبی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے میری حاجت پوری فرما، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے۔ پھر اپنی حاجت بیان کرو۔

اسی طرح ایک اور دعا میں ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي لَوْ وَجَدْتُ شُفَعَاءَ أَقْرَبَ إِلَيْكَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الْأَخْيَارِ الْأَئِمَّةِ الْأَبْرَارِ لَجَعَلْتُهُمْ شُفَعَائِي، فَبِحَقِّهِمُ الَّذِي أَوْجَبْتَ لَهُمْ عَلَيْكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُدْخِلَنِي فِي جُمْلَةِ الْعَارِفِينَ بِهِمْ[2]۔

اے اللہ! اگر میں تمہارے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سے زیادہ قریب کوئی سفارشی پاتا، تو میں انہیں اپنا سفارشی بناتا۔ پس ان کے اس حق کے واسطے جو تو نے ان پر خود لازم کیا ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تُو مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو ان کی معرفت رکھتے ہیں۔

اہل بیت علیہم السلام پر تکبر کرنا، اللہ پر تکبر کرنے کے مترادف ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اپنی عترت (اہل بیت علیہم السلام) کو دین حاصل کرنے کا مأخذ اور امت کے لیے نمونہ قرار دیا، اور ان کا قرآن کے ساتھ جوڑ کر فرمایا:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي وَأَهْلَ بَيْتِي۔

میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور میری عترت، یعنی میرے اہل بیت۔

---

[1] الکافی: ۳/۴۷۸

[2] التہذیب: ۶/۱۰۱

مگر قریش نے بجائے اس کے کہ وہ کہیں: "ہم نے سنا اور اطاعت کی"، یہ کہہ دیا: "ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں، اور دین صحابہ سے لیں گے، اہل بیت علیہم السلام سے نہیں!" حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت صرف اس راہ سے قبول کرتا ہے جو وہ خود مقرر کرے، نہ کہ جو انسان اپنی طرف سے بنالے۔

اسی بات کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے واضح طور پر بیان فرمایا:

اِلاسْتِكْبَارُ هُوَ أَوَّلُ مَعْصِيَةٍ عُصِيَ اللهُ بِهَا. قَالَ: فَقَالَ إِبْلِيسُ: يَا رَبِّ، أَعْفِنِي مِنَ السُّجُودِ لِآدَمَ، وَأَنَا أَعْبُدُكَ عِبَادَةً لَمْ يَعْبُدْكَهَا مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ، وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ! قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ: لَا حَاجَةَ لِي فِي عِبَادَتِكَ، إِنَّمَا أُرِيدُ أَنْ أُعْبَدَ مِنْ حَيْثُ أُرِيدُ، لَا مِنْ حَيْثُ تُرِيدُ. فَأَبَىٰ أَنْ يَسْجُدَ، فَقَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ[1]۔

تکبر وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے اللہ کی نافرمانی کی گئی۔ پھر فرمایا: ابلیس نے کہا: اے میرے رب! مجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے معاف فرمادے، میں تیری ایسی عبادت کروں گا جو نہ کسی مقرب فرشتے نے کی ہو نہ کسی مرسل نبی نے!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے تیری عبادت کی حاجت نہیں؛ میں چاہتا ہوں کہ میری عبادت اس طرح ہو جیسے میں چاہتا ہوں، نہ جیسے تو چاہتا ہے۔ پس ابلیس نے سجدے سے انکار کیا، تو اللہ نے فرمایا:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ۔

نکل جا یہاں سے، تو مردود ہے۔ اور تجھ پر میری لعنت ہے قیامت کے دن تک۔

---

[1] تفسير القمي: ۱/۴۲

Ilham®
Swiss Collection
EXCLUSIVE PERFUMES
FASTEST GROWING
BRAND OF THE YEAR AWARDS 2024
EXCLUSIVE & LONG LASTING FRAGRANCES!
Ilham
Swiss
SMOKEE LUXURY
Swiss Collection
50+5 ml (10% EXTRA)
eau de parfum
1.86 fl oz./55 ml e
Ilham
Swiss
ABSOLUTE LUXURY
Swiss Collection
50+5 ml (10% EXTRA)
eau de parfum
1.86 fl oz./55 ml e
Please visit our website www.ilhamperfumes.com
to view complete product range.
Order Now! 0092-301-1131550 / 0092-301-1131549

HEMANI
Live Natural
Skin Care | Hair Care | Health Care | Fragrances | Herbal Oils
A NATURAL
Lifestyle Solution
Aijaz Aslam
RIDE
Aijaz Aslam
SERAYA WOMEN
Venturous Luxe
HEMANI
HEMANI
Live Natural
K-Brightening
Face Bar
صابون تفتيح الوجه كيه
Savon K-Brightening pour le visage
FLORAISON
HEMANI
HEMANI
ROSEMARY
HAIR OIL
HEMANI
Live Natural
COCONUT OIL
زيت جوز الهند
HEMANI
Dr. Herbalist
SHILAJIT
GUMMIES
Scan this QR
or Show This to
Any WB STORE
FOR 20% OFF
Emirates Quality Mark
www.hemaniherbals.com
info@hemanitrading.ae
ISO 9001:2015, ISO 14001:2015 & ISO 45001:2018 Certified Company